الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۲۵؍ جنوری ۲۰۰۲ء | ۱۰؍ ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ہجری قمری ۲۵؍ صلح ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی | شمارہ ۴

نرمی زینت عطا کرتی ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”کسی چیز میں جتنی نرمی ہو وہ اتنی ہی اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتی ہے اور جس چیز سے نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے“۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل الرفق)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۲۹؍ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۲۰۰ تا آخر سورۃ نیز سورۃ الانفال کی آیت ۲ تک کے درس کا خلاصہ)

رمضان المبارک کے اختتامی درس پر پُر سوز عالمی اجتماعی دعا

(دسویں اور آخری قسط)

لندن۔(۲۹؍ رمضان المبارک۔ ۱۵؍ دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج اس رمضان کا آخری درس القرآن تھا جو حضور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ کیونکہ بعض ممالک میں اتوار کو عید الفطر تھی اس لئے حضور ایدہ اللہ نے آج یعنی ہفتہ کے روز درس کے اختتام پر اجتماعی دعا کروائی جس میں دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے آج کے درس کا آغاز سورۃ الاعراف کی آیت ۲۰۰ سے آخر سورۃ تک اور پھر سورۃ الانفال کی دوسری آیت تک جاری رہا۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

آیت ۲۰۰: ﴿خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ﴾۔ عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بخاری میں یہ حدیث ہے کہ: ”حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت لوگوں کے اخلاق کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (بخاری کتاب تفسیر القرآن)۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ: سہل بن معاذ بن انسؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فضائل میں سے بلند ترین یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اور اسے دے جو تجھے نہیں دیتا اور اس سے درگزر کرے جو تجھے گالیاں دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۴۳۸ مطبوعہ بیروت)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عفو بہت ضروری ہے۔ عفو ہوتا کیا ہے؟ اس کی تعریف میں آنحضرت ﷺ نے سب سے بڑی تعریف جو بتائی وہ یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صلہ رحمی تو عام طور پر لوگ کرتے ہی ہیں۔ لیکن اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب اگلا صلہ رحمی نہ کرتا ہو۔

ایک حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے اخلاق کو برداشت کریں اور ان میں ظاہر و آسان کو قبول کریں اور ان کی ٹوہ میں نہ لگے رہیں۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب خذ العفو)۔ حضور نے فرمایا کہ جو حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بات کو منسوب کرتی ہے اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام، متقی کا شیوہ نہیں

فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اس حال میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارہ ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رازقیت اور رزاقیت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۱؍ جنوری ۲۰۰۲ء)

(لندن ۱۱؍ جنوری ۲۰۰۲ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رازقیت و رزاقیت کا مضمون آج بھی جاری رہے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے نیک کام اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے اور اس کی اطاعت کے بدلے اسے دنیا میں بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام، متقی کا شیوہ نہیں۔ سچی تقویٰ ایسی چیز ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ المائدہ کی ۱۱۵ویں آیت کے حوالہ سے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو دنیوی رزق کی جو فراخی عطا ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ فلاح پا گیا وہ جس نے اس حال میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارہ ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس رمضان المبارك از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ اسی مضمون میں ایک لمبی حدیث امام زہری سے مروی ہے۔امام زہریؔ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بتایا کہ مجھے ابن عباسؓ نے بتایا کہ عُیَینہ بن حصن بن حذیفہ آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے پاس قیام پذیر ہوئے۔وہ اس گروہ میں سے تھے جنہیں حضرت عمرؓ اپنے قریب رکھتے تھے۔اور قُرّاء حضرات، حضرت عمرؓ کے ہم مجلس اور ان کی مشاورتی کمیٹی کے افراد تھے خواہ ادھیڑ عمر کے تھے اور خواہ جوان تھے۔ عُیَینَہ نے اپنے بھتیجے سے کہا۔ بھتیجے! تمہارا اس امیر کے ہاں ایک مقام ہے، میری ان سے ملاقات کی اجازت لو۔انہوں نے کہا میں جلد ہی آپ کی ملاقات کی اجازت لے لوں گا۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حُر نے عُیَینہ کی ملاقات کی اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔ تو جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو کہا:اے ابن خطّاب!اللہ کی قَسم،نہ تو تم ہم کو اپنی عطایا سے نوازتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتے ہو۔اس پر حضرت عمرؓ کو بہت غصہ آیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کو کوئی سزا دیتے۔

اس پر حُر نے حضرت عمرؓ سے عرض کی:اے امیر المومنین!اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا ہے ﴿خُذِالعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ یعنی عفو اختیار کرو اور امر بالمعروف کرو اور جاہلوں سے درگزر کرو۔یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔اللہ کی قسم جب اُس (حُر) نے یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت عمرؓ وہیں رُک گئے۔اور آپؓ کتاب اللہ کا لفظ سن کر فوراً وہیں رُک جاتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن ۔ تفسیر سورۃ الاعراف۔ باب خذالعفو.....الآیۃ)

علامہ فخر الدین رازیؔ فرماتے ہیں:۔

"خُذِالْعَفْوَ سے مراد عدم تشدد ہے کہ حقوق مالیہ سے متعلق امور میں تشدد اختیار نہ کر۔اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔اور سختی اور شدت کو اختیار نہ کرو۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ کہ اگر تو متشدد اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے اردگرد سے بکھر جاتے۔رفق اور نرمی کا انداز اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دے۔جیسا کہ فرمایا﴿جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾"۔ (تفسیر کبیر رازی)

اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ:۔ "مفسّرین نے اس آیت کی ایک اور انداز سے بھی تفسیر کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ "خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ" یعنی ان کے اموال سے جو بچ جائے وہ ان سے وصول کر۔یعنی جو ضرورت سے زائد ہو اور وہ تیرے پاس لے کر آئیں تو وہ وصول کر لے اور اس سے زیادہ اُن سے نہ مانگ"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عفو کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو اپنے مال سے بچاتا ہے اس میں سے لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقے کی تلقین فرماتے تھے تو روایت آتی ہے کہ لوگ جنگل میں نکل جایا کرتے تھے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اسے فروخت کرکے اس میں سے بچا کر پیش کر دیا کرتے تھے۔

امام رازیؔ لکھتے ہیں کہ:۔ "وہ کہتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔پس جب وجوب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہو گئی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔یہ نہیں کہ زکوٰۃ کے حکم نے اس کو منسوخ کر دیا۔یہ ناسخ منسوخ کا مسئلہ خواہ مخواہ مفسرین نے بیچ میں شامل کر لیا ہے۔قرآن مجید کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔

اسی طرح امام رازیؔ لکھتے ہیں کہ:۔ ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ کفار کی بداخلاقی پر صبر کریں ان کی بے ہودہ گوئی اور بدسلوکی کے مقابل پر بیہودہ گوئی اور بدسلوکی نہ کریں۔اس میں قتال سے باز رہنے کا استدلال نہیں ہوتا۔کیونکہ ﴿ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ کا حکم حضرت رسول اکرم ﷺ کو مشرکوں سے جہاد کرنے سے روکتے نہیں۔پس یہ اس بات سے متناقض نہیں کہ شارع کو کہا جائے کہ وہ مشرکین کی سفاہت کے مقابل پر سفاہت کا مقابلہ نہ کرے۔بلکہ یہ فرمایا کہ تُو ان سے قتال کر۔جب دونوں امر کا جمع ہونا ممکن ہوا تو اس طرح منسوخ کے لزوم کی ضرورت نہیں رہی۔البتہ مفسّرین میں سے ظاہر یہ فرقہ والے غیر ضروری طور پر ناسخ منسوخ کی کثرت ثابت کرنے میں مشغول رہتے ہیں"۔(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حضرت امام رازی نے بہت عمدہ نکتہ اُٹھایا ہے کہ اگر غور کرو تو آیات کا آپس میں تطابق ہو جاتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ القرطبی لکھتے ہیں:۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے ساتھ قطع تعلقی کریں ان کے ساتھ تعلقات نبھاؤ۔گنہگاروں سے درگزر کرو اور مومنوں سے نرمی کرو۔اور اطاعت گزاروں کی سی خوبیاں اور اخلاق اختیار کرو۔

﴿وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ کا مطلب ہے کہ صلہ رحمیَ کرو اور حلال و حرام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔اپنی نظریں جھکائے رکھو اور دارالقرار کے لئے تیاری کرو"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتّے نے کاٹا۔گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتّے نے کاٹ کھایا ہے۔ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا: بیٹی انسان سے کُت پَن نہیں ہوتا۔اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُت پَن کی مثال صادق آئے گی۔خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔بہت بُری طرح ستایا گیا۔مگر ان کو ﴿اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ کا ہی خطاب ہوا۔خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خُلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزّت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ءصفحہ ۹۹)

آیت ۲۰۱:﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ .اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.﴾اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وَسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے﴿ يَنْزَغَنَّكَ﴾ کے تحت ﴿نَزْغٌ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿اَلنَّزْغُ ﴾ کسی کام کو بگاڑنے کے لئے اس میں دخل اندازی کرنا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ﴾۔﴿نَزْغٌ﴾ وسوسہ،غیبت، برانگیختہ کرنا، چھیڑنا۔﴿نَزَغَ بَيْنَ الْقَوْمِ اَغْرٰى وَاَفْسَدَ وَحَمَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾۔﴿اَلنَّزْغُ: اَلْكَلَامُ الَّذِيْ يُغْرٰى بِهِ النَّاسِ﴾(اقرب)

امام رازیؔ فرماتے ہیں کہ:"انبیاء کی عصمت پر طعنہ زنی کرنے والوں نے اس آیت سے اپنے حق میں دلیل دی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اکرم ﷺ سے اقدامِ معصیت وارتکابِ گناہ نہ ہو سکتا تو یہ نہ کہا جاتا ﴿ وَاِمَّايَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾۔اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے۔پہلا یہ کہ یہ کلام بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے نعوذ باللہ شرک کیا"۔

آیت ۲۰۲:﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾۔یقیناً وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف دِہ خیال پہنچے تو وہ بکثرت ذکر کرتے ہیں پھر اچانک وہ صاحبِ بصیرت ہو جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿طٰئِفٌ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امام راغب نے لکھا ہے کہ اَلطَّوْفُ کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔اور اسی سے چوکیدار کو جو پہرے کی غرض سے گھروں کے گرد چکر لگاتا ہے اَلطَّائِفُ کہا جاتا ہے۔اور اسی سے بطور استعارہ جن، خیال اور حادثہ وغیرہ کو بھی طائف کہا جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِذَامَسَّهُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ﴾ اور﴿طَائِف﴾ سے مراد وہ شیطانی خیال ہے جو انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے دل میں بار بار آتا ہے۔

آیت ۲۰۳: ﴿وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ. ﴾ اور ان (کافروں) کے (شیطانی) بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں پھر وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

آیت ۲۰۴:﴿وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا . قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ . هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ.﴾ اور جب کبھی تُو ان کے پس کوئی نشان نہیں لاتا تو کہتے ہیں تُو کیوں نہ اسے چن لایا۔تُو کہہ دے کہ میں بس اُسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے ربّ کی طرف سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔یہ بصیرت افروز باتیں ہیں تمہارے ربّ کی طرف سے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں ہدایت اور رحمت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:"اور جس دن تو اُن کو کوئی آیت نہیں سناتا،اُس دن کہتے ہیں کہ آج تو نے کوئی آیت کیوں نہ گھڑی۔انکو کہہ کہ میں تو اسی کلام کی پیروی کرتا ہوں کہ جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر نازل ہو رہا ہے۔اپنے دل سے گھڑ لینا میرا کام نہیں اور نہ یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کو انسان اپنے افتراء سے گھڑ سکے۔یہ تو میرے رب کی طرف سے بصائر ہیں یعنی اپنے منجانب اللہ ہونے پر آپ ہی روشن دلیلیں ہیں اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۲۵۷،۲۵۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

آیت ۲۰۵:﴿وَاِذَ قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.﴾اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام میں عورت کا مقام

خطاب سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز

بر موقعہ جلسہ سالانہ (مستورات) جماعت احمدیہ برطانیہ

(فرمودہ ۲۶؍جولائی ۱۹۸۶ء)

(دوسری قسط)

اشتراکیت میں عورت کا مقام

اب میں عورت کے متعلق scientific سوشلزم یا مارکس ازم کی تعلیم Engels کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں جسے Lenin نے کلیتاً اپنایا۔ اینگلز کہتا ہے کہ مرد عورت کا رشتہ ازدواجی رشتوں میں منسلک کرنا ایک بہت ہی بھیانک فعل ہے۔ جب آپ میاں بیوی کے رشتہ میں عورت اور مرد کو منسلک کر دیتے ہیں تو سوسائٹی میں کئی قسم کی خرابیاں جنم لیتی ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا مرد عورت پر ظلم کرنے لگ جاتا ہے یا عورت مرد پر ظلم کرنے لگ جاتی ہے۔ ظلم سے نجات کا صرف ایک ذریعہ ہے کہ یہ رشتہ ختم کر دیا جائے اور عورتوں کو عام پبلک کی جاگیر بنا دیا جائے۔ یہ لفظ تو اس نے استعمال نہیں کئے لیکن نتیجہ یہ نکالا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جو مسائل پیدا ہوں ان کا ایک حل پیش کرتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ عورت صرف بچہ جننے کی مشین کے طور پر استعمال ہوگی، چونکہ عورت سے ہم نے فیکٹریوں میں بھی کام لینے ہیں، باہر کی دنیا میں اس پر سارے بوجھ ڈالنے ہیں اس لئے یہ زیادتی ہوگی کہ عورت کے سپرد اپنے بچوں کی دیکھ بھال کی جائے، اس لئے پیدا ہوتے ہی اس کے بچے اس سے چھین لئے جائیں گے اور انہیں سٹیٹ کی تحویل میں دے دیا جائے گا۔

یہ ہے جدید ترین فلسفے کا جدید ترین تصور جو عورت کے متعلق پیش کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ اس فلسفے پر عمل پیرا ہونے کی انہیں آج تک توفیق نہیں ملی۔ مگر اگر اشتراکیت ساری دنیا میں پھیل جائے تو پھر یہ بحث نہیں رہے گی کہ بچے کس عورت کے ہیں یا کس باپ کے ہیں۔ بچوں کے باپ کے ہیں یا بچوں کی ماں کے ہیں۔ بچے کسی کے بھی نہیں رہیں گے سٹیٹ کے ہو جائیں گے اور عورت صرف بچے پیدا کرے گی اور ہر کس و ناکس کو حق حاصل ہوگا کہ جس عورت سے چاہے اپنے بچے پیدا کرتا پھرے اور پھر بچے پیدا کرنے کے عرصہ میں سٹیٹ اس کی دیکھ بھال کرے گی اور اس کے بعد اسے واپس فیکٹریوں میں بھیج دیا جائے گا اس کو کچھ پتہ نہیں لگے گا کہ میں نے کس کو جنم دیا تھا اور اس کا کیا حال ہوا۔ عورت کے متعلق ایسی ہولناک تعلیم بظاہر ترقی یافتہ بیسویں صدی میں جنم لے رہی ہے۔ معذرت کے طور پر Lenin نے یہ لکھا ہے کہ اگرچہ ہم سر دست اس کو پوری طرح نافذ نہیں کر سکے مگر ہماری آخری منزل یہی ہے۔ جب اشتراکیت اپنی پوری شان اور پوری قوت کے ساتھ اپنا تسلط جما لے گی تو اس وقت تمام خاندان مٹ جائیں گے، تمام میاں بیوی کے رشتے ختم ہو جائیں گے، تمام ماں بیٹے کے رشتے ختم ہو جائیں گے اور بہن بھائی کا بھی کوئی رشتہ نہیں رہے گا۔ اور پھر یہ بھی کوئی پتہ نہیں کہ اسکے بعد کون کس سے بچے پیدا کر رہا ہوگا۔

یہودیت میں عورت کی حیثیت

اب میں یہودیت میں عورت کے مقام کا منظر پیش کرتا ہوں۔ اس کی بنیاد ہی یہ ہے کہ عورت ازل سے گنہگار ہے۔ چنانچہ آدم کے گناہ کا باعث تورات نے حوا کو قرار دیا اور اس گناہ کو موروثی طور پر بنی نوع انسان میں جاری کرنے کی ذمہ دار عورت ہے اور اس کی سزا یہ سنائی کہ "تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا"۔

آپ تصور کریں یہ مذہب یا مذہب کا یہ تصور، اور کہاں اسلام کی پاکیزہ اور حیرت انگیز ایسی تعلیم جو آج کی دنیا میں بھی جدید ترین نظر آ رہی ہے۔

ان پیش گوئیوں میں سے بائبل کی یہ پیشگوئی کہ جب تک عورت گنہگار رہے گی "درد کے ساتھ بچے جنے گی" ابھی تک بغیر کسی فرق کے جاری ہے۔ جہاں تک بائبل کی دوسری پیش گوئی کا تعلق ہے کہ "تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف رہے گی" یہ پیش گوئی اکثر و بیشتر جھوٹی ثابت ہو چکی ہے۔ آج کی دنیا میں مغربی تہذیب کے تقاضوں کو پورا کرنے والی عورتیں صرف ایک شخص سے رغبت نہیں رکھتیں (یعنی اپنے خاوند سے)، باقی سب سے رغبت رکھتی ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ "اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" بھی درست نہیں ٹھہرا۔ اب تو اکثر عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں۔

اس ضمن میں مَیں آپ کی توجہ یورپ کے بعض ممالک کے قوانین کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا عورتوں نے اپنے ظالمانہ پس منظر سے نجات پانے کے لئے خود جدوجہد کی اور جب ایک فریق بن کر ایک گروہ جدوجہد کرتا ہے تو یہ عقلاً اور نفسیاتی لحاظ سے ناممکن ہے کہ وہ اس مقام پر ٹھہر جائے کہ جہاں ٹھہرنا فریقین کیلئے مناسب ہو، جہاں انصاف کے تقاضے مطالبہ کرتے ہوں کہ یہاں رک جاؤ۔ اس لئے ہمیشہ ایسی جدوجہد میں تحریکات مرکزی نقطے سے کئی قدم آگے نکل جاتی ہیں اور پینڈولم کی طرح دوسری انتہا کو پہنچ جاتی ہیں۔ لہٰذا عورت کی تحریک آزادی نے فی زمانہ اس سے زیادہ حاصل کر لیا جس کے لئے تحریک چلائی گئی تھی اور اس کے نتیجہ میں خود ہی سچی خوشیوں سے اور اطمینان قلب سے محروم رہ گئی۔ کہاں وہ وقت کہ بیسویں صدی کے تقریباً وسط تک بہت سی عورتوں کو اپنے خاوندوں کے گھروں پر بھی کوئی حقوق حاصل نہیں تھے، اپنے ماں باپ کے گھروں پر بھی کوئی حقوق حاصل نہیں تھے، اپنے بچوں کے گھروں پر بھی کوئی حقوق حاصل نہیں تھے، اور کہاں اب یہ وقت کہ بعض یورپین ممالک میں عورت کا اس گھر پر جس گھر میں میاں بیوی دونوں اکٹھے رہتے ہیں اور دونوں کی مشترکہ آمد سے بنایا جاتا ہے، میاں بیوی کی ناراضگی کی صورت میں محض عورت کا حق سمجھا جاتا ہے اور اسے یہ اختیار ہے کہ جب چاہے فوری طور پر خاوند کو کان سے پکڑ کر گھر سے نکال دے۔ صرف اس کو یہ کرنا ہوگا کہ خاوند کے کپڑے سوٹ کیس میں ٹھونس کر دروازے کے باہر رکھ دے اور ایک نوٹ لکھا ہو کہ آئندہ سے تمہارا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے، اپنا سوٹ کیس اٹھاؤ اور چلتے بنو۔ سویڈن میں یہی قانون جاری ہے۔ قانون کے مطابق مرد اور عورت کی مشترکہ جائداد علیحدگی کی صورت میں عورت ہی کے قبضہ میں جائے گی۔

عورت کی فطرت تو تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جتنی آزادیاں اس نے چھینیں، وہ اس کی خوشیوں کی ضمانت نہ بن سکیں۔ عورت فطرتاً چاہتی ہے کہ وہ کسی کا سہارا لے۔ وہ محبت کا ہاتھ چاہتی ہے جو اس کے سر پر ہو۔ اسی طرح وہ بطور ماں بچوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کے اہل بھی ہے۔ جب عورت مکمل آزادی حاصل کر لیتی ہے تو بظاہر مالکِ کُل ہونے کے باوجود اس میں ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک ایسی جستجو اور طلب پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا کوئی جواب نہیں ملتا۔ ایک تنہائی کا دائمی احساس رہ جاتا ہے جو پھر کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ نتیجۃً ساری سوسائٹی بے چین ہو جاتی ہے۔ ۱۹۷۸ء میں جب میں یورپ کا دورہ کر رہا تھا تو سکینڈے نیویا کے ممالک میں مَیں نے خود اپنی آنکھوں سے اس بے چینی اور خلا کا مشاہدہ کیا۔ کامیاب شادیوں کے مقابل پر ناکام شادیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں سے الگ ہو چکی تھیں اگرچہ تمام جائداد ان کو مل چکی تھی اور بچوں پر بھی ان ہی کو دسترس حاصل تھی، لیکن اپنی تنہائی سے ایسی بے چین اور بیقرار رہتی تھیں کہ جب کئی مجالس میں ان سے گفتگو کا موقع ملا تو بعض عورتیں اس ذکر پر بے اختیار رونے لگیں۔ موت تک جاری رہنے والا ایک ایسا بھیانک خلا ان کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جس سے فرار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

اس کے مقابل پر وہاں مردوں نے اپنے حقوق لینے کا ایک اور طریقہ دریافت کر لیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بغیر شادی کے کیوں نہ رہو۔ وہاں داشتائیں رکھنا کوئی جرم نہیں اور نہ سوسائٹی میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ پھر بیوی تو صرف ایک کرنی پڑتی ہے، داشتائیں یکے بعد دیگرے یا بیک وقت کئی رکھی جا سکتی ہیں اور ان کو جب چاہو گھر سے نکال دو۔ ان کے بحیثیت داشتہ کوئی حقوق نہیں ہوتے نتیجۃً وہ تحفظ جس کی عورت کو فطرتاً تلاش تھی اور ان تحریکاتِ آزادی کے نتیجہ میں بظاہر طلب سے بڑھ کر حاصل ہو گیا، اب مردوں کے اس رد عمل کے نتیجہ میں عورتوں کے ہاتھ سے یہ سب کچھ جاتا رہا ہے۔ وہاں غیر قانونی بچے سارے یورپ سے نسبتاً زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ وہ ہیں جو قانون کے علم میں آ چکے ہوتے ہیں۔ جو قانون کے علم میں نہیں آتے، ان کی تعداد اس کے سوا ہے اور بہت زیادہ ہے۔ عورت کے لئے اب کوئی امن کی ضمانت نہیں رہی۔

اس سے ایک اور خطرناک پہلو جو صرف سکینڈے نیوین ممالک میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی دوسری مغربی ریاستوں میں بھی بڑی تیزی سے پیدا ہو رہا ہے، مردوں کا مردوں کی طرف رجحان اور عورتوں کا عورتوں کی طرف رجحان ہے۔ عورتیں اب اپنی سکینت کے تقاضے مردوں کی بجائے عورتوں میں ڈھونڈتی ہیں۔ اسے Lesbianism کہتے ہیں۔ اعداد و شمار یہ بتا رہے ہیں کہ یورپ کی عورتوں میں Lesbianism بڑھ رہا ہے اور اس کے مقابل پر مردوں میں Lesbianism کی بجائے homosexuality اتنی بڑھ چکی ہے کہ ایک نہایت خوفناک شکل اختیار کر چکی ہے۔ امریکہ جو آج کی سب بدیوں میں سب سے زیادہ آگے ہے اور یورپ کو بدیاں سکھانے میں پیش پیش ہے امریکہ کے بعد سویڈن اور ڈنمارک وغیرہ کی باری آتی ہے میں تو بڑی بڑی Leagues ہیں اور بڑی بڑی مردوں کے حقوق کی حفاظت کی Associations عورتوں کے مقابل پر قائم ہو چکی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ قانون ہمیں وہ سارے تحفظ دے جو ازدواجی تعلقات میں تحفظات دیئے جاتے ہیں، اور مرد باقاعدہ قانونی طور پر مردوں سے شادی کریں۔ ان کے بڑے بڑے جلوس نکلتے ہیں اور ان کو قومی ٹیلیویژن اور اخبارات وغیرہ دکھاتے ہیں کہ دیکھو مرد اپنے یہ حقوق لے رہے ہیں اور اس طرح ٹیلی ویژن پر ساری قوم کو بداخلاقی کے سبق دیئے جاتے ہیں۔

پس مغرب کی ایسی آزادی کی تحریکات خواہ مردوں کی ہوں یا عورتوں کی، دنیا کی ہر مذہبی تعلیم کے مخالف ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا کوئی تائیدی ہاتھ نہیں۔ پس یہ دنیا میں آزادانہ بھٹکتے پھر رہے ہیں اور معاشرہ کا حال بد سے بدتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان روحانی بیماریوں کے نتیجہ میں بعض انتہائی خطرناک جسمانی بیماریاں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ خصوصاً homosexuality کا گہرا تعلق Aids کی بیماری کے پھیلنے سے ہے جو اب قابو سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔

تین قسم کے رجحانات بڑھ رہے ہیں۔ ایک

مرد کی طرف مرد کا رجحان اور عورت کو کلیتاً نظر انداز کر دینا۔ دوسرا عورت کا عورت کی طرف رجحان اور مرد کو نظر انداز کر دینا۔ تیسرا رجحان heterosexuality یعنی مردوں کی طرف بھی رجحان ہو اور عورتوں کی طرف بھی جس کے نتیجہ میں مردوں کی بیماریاں بکثرت عورتوں کی طرف منتقل ہو رہی ہیں۔

یہ تین چیزیں کیا عورت کے حق میں ہیں؟ کیا اس کا نام آزادی ہے؟ اس کو اپنے پیش نظر رکھیں اور پھر اسلام کی تعلیم کے ساتھ ان تمدنی رجحانات کا موازنہ کریں۔ اسلام کی رو سے تو عورت جہنم کی طرف نہیں لیکر جاتی بلکہ انسانوں کی جنت ان کی ماؤں کے قدموں کی نیچے ہے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

اب میں اسلامی تعلیم کے بعض اور پہلو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ طبعی اور جبلی طور پر مرد اور عورت میں ایک فرق موجود ہے اور اسلام نے اپنی تعلیمات میں اس فرق کو نظر انداز نہیں کیا اور جہاں بھی مرد اور عورت کے معاملہ میں تعلیم میں فرق کیا گیا ہے وہاں لازماً بلا استثناء اس فطری اور جبلی فرق کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ اس لئے اب جبکہ میں اس موضوع پہ گفتگو کر رہا ہوں یہ بات بالبداہت ظاہر ہو جائے گی کہ اسلامی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے اور جہاں جہاں عورت کی آزادی کے علمبرداروں کو اسلام پر مردوں کی طرفداری کا اعتراض سوجھتا ہے، وہیں اسلام کی تعلیم کا حسن اور بھی زیادہ نکھرتا ہوا دکھائی دے گا۔ مرد اور عورت کی بناوٹ میں اور اس کے نتیجہ میں ان کے طرز فکر میں اور اس کے جذبات میں جو فرق ہے، اس کو اسلام کہیں نظر انداز نہیں کرتا۔ مثلاً عورت ماں بن سکتی ہے، مرد ماں نہیں بن سکتا۔ سائنسدان جتنا مرضی زور لگالیں مرد مجبور ہے اور وہ ماں نہیں بن سکتا اور عورت مجبور ہے وہ باپ نہیں بن سکتی۔ وہ مشینری جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو مہیا کی ہے جسکے ذریعہ بچے پیدا ہوتے ہیں نو مہینے وہ ان کو اپنے پیٹ میں پالتی ہے اور اسکے نتیجہ میں اس بچے کے ساتھ ایک ایسا گہرا زائد تعلق ماں کا پیدا ہو جاتا ہے جو باپ کو نہیں۔ اور اس کی پرورش کے لئے مجبور ہے۔ عورت کے بغیر باپ وہ پرورش نہیں کر سکتا۔ اس لئے عورت کے ان معاملات میں زائد حقوق قائم ہونے چاہئے تھے۔ اور اس پر گھر چلانے کے لئے روپیہ کمانے کی ذمہ داری نہ ہوتی تاکہ وہ آسانی کے ساتھ گھر کی ذمہ داریاں ادا کر سکتی جن ذمہ داریوں میں سے ایک خاوند کی سہولتوں کا بھی ہر قسم کا خیال رکھنا شامل ہے۔ ان حقوق کو آج کل پابندیاں قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ یہ پابندیاں نہیں بلکہ آزادیاں ہیں۔

پس ان تمام امور میں جن میں عورت مرد سے اپنی جنسی بناوٹ کا اختلاف رکھتی ہے اسلام میں اس کو وہ تمام حقوق دئے گئے ہیں جو اس کی خصوصی ذمہ داریاں پوری کرنی کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً گھر کی دیکھ بھال کے لئے اس کو مکمل طور پر آزادی دینے کی خاطر اس پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھے۔ ہاں اگر وہ کبھی جانا چاہے تو اس کی بھی اسے آزادی حاصل ہے۔ پھر جب تک وہ حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو، اس پر روزہ رکھنا بھی فرض نہیں۔ اسی طرح حیض کے ایام میں عبادت کی ذمہ داری بھی اس پر سے اٹھا لی گئی ہے۔ غرضیکہ جہاں جہاں بھی عورت کی جسمانی ساخت کے تقاضے الگ ہیں ان کو اسلام الگ شمار کرتا ہے اور الگ پورے کرتا ہے۔ اس کے علاوہ زندگی کے ہر دوسرے شعبہ میں عورت بعینہ وہی حقوق و فرائض رکھتی ہے جو مرد کو حاصل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ النساء میں جو خصوصیت سے عورتوں کے حقوق اور ذمہ داریوں سے تعلق رکھتی ہے، آغاز ہی میں فرماتا ہے:

﴿يَآ اَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾

(سورۃ النساء آیت ۲)

اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تمہیں اللہ نے نفس واحدہ سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔

"نفس واحدہ" کے بہت سے مفاہیم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ ہم نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا یعنی تمہاری عزت مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہے۔ تمہارے حقوق مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ تم نفس واحدہ کی پیداوار ہو اور تمہیں ایک دوسرے پر برتری حاصل نہیں۔

"نفس واحدہ" سے پیدا ہونے کا ایک دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی کا آغاز ایک ایسے جاندار سے ہوا ہے جو اپنی ذات میں نہ نر تھا نہ مادہ۔ افزائش نسل کے لئے زندگی کی ایک ہی ابتدائی قسم استعمال ہوتی تھی جسے نفس واحدہ فرمایا گیا ہے یعنی وہ قسم نہ نر تھی نہ مادہ۔ پس اس پہلو سے نہ نر کو مادہ پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ مادہ کو نر پر۔

یہ تعلیم عیسائیت کی تعلیم سے کتنی مختلف ہے جو یہ کہتی ہے کہ عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور اس لئے عورت اپنی تخلیق میں مرد کی محتاج ہے۔ جہاں تک انسانیت کے آغاز کا تعلق ہے قرآن کریم اس تعلیم کو رد کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت اپنے آغاز کے لحاظ سے ایک دوسرے کے محتاج نہیں ہیں بلکہ برابر کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کی پیدائش کا آغاز "نفس واحدہ" سے کیا گیا تھا۔ یہ سائنسی مضمون ہے جو تفصیلات کو چاہتا ہے لیکن یہاں ان تفصیلات کو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔ بعد ازاں جب زندگی جوڑوں میں منقسم کی گئی یعنی نفس واحدہ سے نر بھی پیدا ہوا اور مادہ بھی۔ اس کی غرض بیان کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۔اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

(سورۃ الروم آیت ۲۲)

کہ اللہ کی آیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں خود ایک دوسرے سے پیدا کیا یعنی ایک دوسرے سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کیے ﴿خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾۔ کیوں پیدا کئے؟ اس لئے نہیں کہ ایک دوسرے پر جبر کرے یا زیادتی کرے۔ فرمایا ﴿لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا﴾ تاکہ تم ایک دوسرے کی طرف سکینت چاہتے ہوئے جھکو اور ایک دوسرے پر تسکین کی خاطر انحصار کرو ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً﴾ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کو پیدا فرمایا۔ ﴿اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ یقیناً اس میں ایسی قوم کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں، بہت سے نشانات ہیں۔

پس شادی بیاہ کے بعد اگر یہ مقصد پورا نہیں ہوتا یا جوڑے اس مقصد کو نظر انداز کر دیتے ہیں خواہ مردوں کا قصور ہو یا عورتوں کا، تو وہ اپنی تخلیق کے مقصد کو بھلا دیتے ہیں۔ شادی کے بعد مودّت اور رحمت کا مضمون ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے اور ایسا ماحول قائم کرنا چاہئے کہ مرد عورت کیلئے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو اور عورت مرد کیلئے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو۔

جہاں تک نظروں کے بدکنے کا تعلق ہے یا بے راہ ہونے کا تعلق ہے اور جہاں تک اپنے ساتھی کو چھوڑ کر دوسری جگہ سکینت تلاش کرنے کا تعلق ہے، اسلام جو پابندی لگاتا ہے وہ عائلی زندگی کی تقویت کی خاطر لگاتا ہے۔ وہ اس لئے لگاتا ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں ہمیشہ دائم طور پر محبت کی حفاظت کی جائے۔ اگر نظر کو بدکنے یا بے راہ روی کی اجازت دیدی جائے تو لازماً گھر کی محبت کی قربانی کے نتیجہ میں ایسا کیا جا سکتا ہے اس کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ جتنی نظریں آزاد ہوں گی اتنی زیادہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کریں گی۔ اس لئے جب اس کو پابندی کہا جاتا ہے تو بالکل غلط بات ہے۔ اصل میں یہ حفاظت کا مضمون ہے اور بنیاد چونکہ اسلام نے عائلی معاشرہ پر رکھی ہے اس لئے عائلی اقدار کی حفاظت کے لئے یہ تعلیم دی جاتی ہے۔

اور قرآن کریم یہ حقیقت نظر انداز نہیں فرماتا کہ انسانی فطرت کے تقاضے ایسے ہیں جو بالآخر تہذیبوں کو جنسی آزادی کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ مذاہب سے بے راہ روی پیدا کرنے کے لئے بھی انسان کے اندر کچھ ایسے تقاضے ہیں جو آہستہ آہستہ اصل راہ سے دور لے جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اس سلسلہ میں تمہیں ہم دعا سکھلاتے ہیں اگر تم دعا سے کام لو گے تو ان اقدار کی حفاظت کر سکو گے۔ اگر محض اپنی طاقت پر انحصار کیا تو تم ہرگز ان اقدار کی حفاظت نہیں کر سکو گے۔ چنانچہ مومنوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ کہ وہ لوگ یعنی رحمٰن خدا کے بندے دعا کرتے رہتے ہیں ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾۔ کہ اے خدا ہمیں اپنے جوڑوں سے ہی، ایک دوسرے سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمادے تاکہ ہمارے دلوں کو ایسی تسکین نصیب ہو کہ ہم دوسری جگہ اس تسکین کے متمنی بن کر اپنی نظروں کو آزاد نہ پھرائیں۔ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا﴾ اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم کو اپنی اولاد کی طرف سے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ ﴿وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

اس آیت میں جس عائلی زندگی کا تصور پیش فرمایا گیا ہے اس میں سب سے پہلی بات جو غور کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ مومن کوشش ضرور کرتا ہے مگر اپنی کوشش پر انحصار نہیں کرتا اور جانتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے توفیق نصیب نہ ہو تو میں اپنی عائلی زندگی کو خوشگوار نہیں بنا سکتا۔ یہ حقیقت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مثالی جوڑے، ایسے جوڑے کہ جہاں طبعی تقاضوں کے طور پر ایک مرد عورت کی تسکین کا موجب ہو اور ایک عورت مرد کی تسکین کا موجب ہو، بہت ہی شاذ کے طور پر ملتے ہیں۔

ایک یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اسی دعا میں جب اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک مانگی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ میاں بیوی کو شادی کے وقت اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی دعائیں شروع کر دینی چاہئیں۔ اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی نصیب ہو سکتی ہے جب وہ متقی ہو اور نیک اور صالح ہو۔ اسی لئے اس دعا کے آخر پر یہ الفاظ رکھ دئے گئے ہیں ﴿وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ کہ ہمیں متقی اولاد کا امام بنانا۔ اس کا مزید فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ ماں باپ اور ان کے بچوں کے درمیان وہ فاصلے کبھی پیدا نہیں ہوتے جن کو generation gap کہا جاتا ہے۔

جو بچے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں ان کو باہر کی دنیا میں کبھی ایسی دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے گھر کی بجائے باہر تسکین قلب ڈھونڈیں۔ سکول یا کالج وغیرہ سے وہ سیدھا گھر کو لوٹتے ہیں تاکہ اپنے ماں باپ کے سایہ تلے تسکین حاصل کریں۔ یہی قرآنی تعلیم ہے جس کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں دن بدن زیادہ عائلی زندگیاں تباہ ہوتی جا رہی ہیں اور گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ اسی طرح میاں بیوی کے آپس کے تعلقات ہی نہیں ٹوٹتے، بلکہ اولاد سے بھی ان کے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور جونہی اولاد بالغ ہوا اپنے ماں باپ سے اپنے آپ کو آزاد سمجھتی ہے اور ان کی لذتوں کے مراکز گھروں کی بجائے ناچ گھر اور شراب خانے بن جاتے ہیں یا پھر وہ آپس میں نوجوانوں کے جرائم پیشہ gangs بنا کر گلیوں اور دوسرے گھروں کے امن کو برباد کرتے پھرتے ہیں۔

متقی سے مراد قرآنی تعریف کے مطابق یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا خوف پیش نظر رکھتے ہوئے ہر دوسرے کے حقوق ادا کرے یہاں تک کہ دوسروں کی خاطر اپنے حقوق بھی چھوڑنے پر تیار رہے۔ پس اس پہلو سے اس دعا کا یہ مفہوم بھی بن جاتا ہے کہ اے خدا ہم تجھ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جس پر خدا کی طرف سے سلام نہ ہو اس پر بندے ہزار سلام کریں وہ اس کے کسی کام نہیں آسکتے

صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس میں سب مرسلین پر سلام بھیجا گیا ہے۔

قرآن نہ صرف سابقہ انبیاء کی تصدیق کرتا ہے بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے۔

جو شخص ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور میں حد سے آگے بڑھتا ہے اسے اسی جگہ سزا دی جاتی ہے

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے صفت سلام کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱ر فتح ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

خدا تعالیٰ کی صفت سلام سے متعلق جو سلسلہ خطبات کا جاری تھا یہ اس کی آخری قسط ہے اور اس مختصر خطبہ میں، میں سلام کے جو پہلو رہ گئے تھے باقی ان کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

پہلے سورہ یٰسین کی یہ آیت ہے ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ. هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ. لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ. سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ.﴾ (سورہ یٰس ۵۶ تا ۵۹) یقیناً اہل جنت آج کے دن مختلف دلچسپیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اور وہ اور ان کے ساتھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لئے اس میں پھل ہوگا اور ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے۔ سلام کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور تم اُس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا مَیں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جسے اگر تم بجالاؤ تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ (وہ عمل یہ ہے کہ) تم سلام پھیلاؤ۔ اِفْشُوْ السَّلَام۔ (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تُم اپنے گھر والوں کے ہاں جاؤ تو سلام کہا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے اہل خانہ کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الاستئذان والاداب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (بخاری۔ کتاب الاستئذان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سلام کے تمام پہلو بیان فرما دیئے ہیں کون پہلے سلام کرے گا، کون بعد میں اس کا جواب دے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا چٹان حائل ہو جائے پھر دوبارہ اس سے ملے تو دوبارہ سلام کرے۔ یعنی ایک دفعہ سلام کافی نہیں پھر ملے پھر بے شک سلام کرے۔

بخاری میں ہے یہ حدیث۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس کے قریب سے گزرے، یہ غور طلب بات ہے کہ مجلس کے قریب سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہودی سب بیٹھے ہوئے تھے۔..... آنحضرت ﷺ نے ان سب کو سلام کیا۔ (بخاری۔ کتاب الاستئذان) اب یہ حال ہے کہ آجکل احمدیوں کو سلام کے جرم میں قید کیا جاتا ہے اور اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک احمدی کو جس نے ایک مولوی صاحب کو سلام کر دیا تھا پکڑ کے تھانیدار کے پاس لے گئے اور بہت زور دیا کہ اس کے خلاف مقدمہ کرو، اِس نے مجھے سلام کہا ہے۔ تو تھانیدار بہت پکا تھا اس نے کہا آج تو بہر حال میں مقدمہ نہیں کروں گا۔ لیکن اس کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو اگر آئندہ تم پکڑے ہوئے آئے نا تو میں تمہارے خلاف ضرور مقدمہ کروں گا لیکن ایک شرط سے تم بچ سکتے ہو کہ جب ان کو دیکھو ان پر لعنت ڈالا کرو، سلام نہیں کرنا دوبارہ۔ اس نے کہا جی کوئی فکر نہیں میں آئندہ ان لوگوں پر لعنتیں ڈالوں گا۔ تو یہ عجیب ہیں کہ آنحضرت ﷺ تو اِفْشُوْ السَّلَام کہتے ہیں۔ مشرک بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہودی بھی بیٹھے ہوئے ہیں سب کے درمیان آپ نے سلام کہا۔ مگر ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ سلام کے جرم میں سزائیں دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بد تر ہے۔ وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب اُن کو السلام علیکم کہے تو اُس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے۔ مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں پھر بھی بے جا تکبر نے اُن کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے، جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے، حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے"۔ (روحانی خزائن۔ جلد 23۔ چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۳۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۱ یکم اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

پھر فرماتے ہیں: "تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا"۔ یہ حقیقۃ المہدی میں ہے۔

پھر فرماتے ہیں "تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے"۔

(حقیقۃ المہدی باب چہارم صفحہ ۹۱)

اب اس ضمن میں میں ایک دلچسپ بات آپ کو بتا دیتا ہوں کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں بہت بیمار ہو گئے اور بچنے کی امید نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعا کی تو الہام ہوا ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ اس پر سلامتی ہو،

قول سلام رب رحیم کی طرف سے۔ جب حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی ہے تو اس وقت ڈاکٹر بڑا زور لگا رہے تھے کہ کسی طرح ان کو بچائیں اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب بڑی بے چینی سے ٹہل رہے تھے کہ اس کو کیوں تکلیف میں لمبا کر رہے ہو۔ آخر ڈاکٹروں نے چھوڑ دیا اور سورہ یٰسین کی تلاوت ہوئی تو عین اس وقت جب ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ تھا تو حضرت میر صاحب کا دم ٹوٹ گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا نشان بچپن میں مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری دی تھی وہ کتنے بڑے ہو کر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔

﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ. وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (سورۃ ھود:۴۹)(تب) کہا گیا اے نوح! تو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اُتر اور ان برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور ان قوموں پر بھی جو تیرے ساتھ (سوار) ہیں۔ کچھ اور قومیں (بھی) ہیں جنہیں ہم ضرور فائدہ پہنچائیں گے (لیکن) پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ اس کے لئے کوئی تفسیری نوٹ کی ضرورت نہیں ہے بالکل واضح ہے۔ حضرت نوح کو خدا تعالیٰ نے جب سلاماً کہا تھا تو اس کے ساتھ اور قوموں کی حفاظت کا بھی وعدہ کیا گیا تھا تو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے پھر جو ہدایت پھیلی ہے آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف قوموں میں حضرت نوح کے ماننے والے پھر انبیاء بنے اور بڑے بڑے ان میں صاحب ولایت بزرگ پیدا ہوئے تو حضرت نوح کو جو سلام خدا کی طرف سے تھا اسی کا یہ نتیجہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت نوح کے پیروکاروں میں سے تھے۔ ساٹھ سال کی عمر تک ﴿ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِ بْرَاهِيْمَ﴾(سورۃ الصّٰفّٰت :۸۴)جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح کے پیروکاروں میں سے تھے یہ ساٹھ سال کی عمر تک واقعہ ہوا ہے یہ عمر بنتی ہے پانچ سو پچاس سال کے لحاظ سے حضرت نوح کی اور قرآن کریم میں صرف حضرت نوح کی عمر کا ذکر ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں پس قرآن کریم کا ہر لفظ حکمت سے پُر ہے اور اعجازی کلام ہے چنانچہ ساٹھ سال کے بعد پھر حضرت ابراہیم کو اپنی شریعت عطا ہوئی۔

سورہ مریم میں ہے ﴿ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا. وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا. وَ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا. وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾(سورۃ مریم :۱۳تا۱۶)اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

اب اس میں خاص توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ حضرت یحییٰ کو جب کہا گیا کہ ﴿خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ کتاب کو قوت سے پکڑ لے۔ تو ساتھ ہے ﴿وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ بچپن ہی میں ہم نے اس کو حکمت عطا فرمائی تھی۔ ﴿حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً﴾ ہماری طرف سے رحمت و شفقت کا سلوک تھا اس سے اور زکوٰۃ کی بھی تلقین فرمائی تھی ﴿ وَكَانَ تَقِيًّا﴾ بہت ہی متقی انسان تھا۔ آگے ہے ﴿ وَ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ اپنے والدین کے لئے وہ بہت ہی نرمی کا گوشہ رکھتا تھا اور ﴿بَرّ﴾ تھا اور جبار اور شقی نہیں تھا ﴿سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ اس پر سلام ہو ﴿يَوْمَ وُلِدَ﴾ جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوگا یعنی موت اسکو آلے گی ﴿ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ اور جس دن وہ حیّ کے طور پر کھڑا کیا جائے گا۔

اب حضرت مریم کے متعلق حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ فرق ہے دونوں کی زبان میں وہاں ﴿وَالِدَيْهِ﴾ تھا یہاں صرف ﴿وَالِدَتِيْ﴾ کا ذکر ہے تو اس سے وہ لوگ جو شک پیدا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا بھی باپ تھا کوئی جس کا پتہ نہیں لگا یہ غلط ہے۔ وہ حضرت یوسف کے بیٹے نہیں تھے۔ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور اسی لئے اب اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف اپنی والدہ کے لئے دعا کی ہے، والدین کے لئے نہیں کی۔

﴿اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾(سورۃ مریم :۳۱) مجھے مبارک بنادیا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی تلقین کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ اور اپنی ماں سے حسنِ سلوک والا بنایا ہے اور مجھے سخت گیر اور سخت دل نہیں بنایا۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن مجھے جنم دیا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے مبعوث کیا جاؤں گا۔ یہ ہے عیسیٰ بن مریم۔ یہ وہ حق ہے جس میں وہ شک کر رہے ہیں۔

اب اس ضمن میں ایک غلط فہمی دور ہونی چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے تھے کہ مجھے زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، نماز کا حکم دیا گیا ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ تو یہ بچپن کا کلام ہے تو بچپن میں حضرت مسیح پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں تھی۔ لازماً آپ رؤیا دیکھتے تھے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کے بڑے ہو کے نبی بننے کا ذکر کیا تھا کہ تم بڑے مقام پر پہنچنے والے ہو اور اس وقت پھر زکوٰۃ کا حکم ہے اس سے پہلے کا نہیں ہے۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بالکل غریب اور فقیر تھے آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا جب کچھ بھی نہیں تھا تو پھر زکوٰۃ کیسے فرض ہوئی۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یقیناً کچھ اپنا تھا جس کی وجہ سے زکوٰۃ بنتی ہے ورنہ زکوٰۃ کا یہاں یہ عام معنی لینا پڑے گا کہ خدا کے رستہ میں کچھ دو۔ ایک تو زکوٰۃ وہ ہے جو اسلامی اصطلاح میں چالیسویں حصہ پر فرض ہوتی ہے اور ایک زکوٰۃ وہ ہے جو محض خدا کی خاطر دینا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو زکوٰۃ کا حکم ہے وہ غالباً اسی معنے میں ہے کہ اللہ کی خاطر خیرات کرتے رہو اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عادت تھی۔ آپ ہمیشہ بہت ہی زکوٰۃ دیا کرتے تھے، خیرات کیا کرتے تھے لیکن یاد رکھیں کہ یہ بچپن کی رؤیا ہے بچپن میں آپ کلام کر رہے تھے اس وقت زکوٰۃ دینے کا کوئی حکم نہیں تھا۔

پھر ہے ﴿ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ. وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ. كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾(سورۃ الصّٰفّٰت:۱۰۵تا۱۱۱) تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلہ اسے بچالیا اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا ابراہیم پر سلام ہو۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو غور طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان علماء عموماً یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ذبح کرنے لگے تھے ﴿وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ اور پیشانی کے بل اپنے بیٹے کو لٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے اپنی رؤیا پوری کر دی اور اس کو ایک ذبح عظیم کے بدلہ بچا لیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ذبح عظیم ایک مینڈھا تھا۔ وہ تو حضرت اسماعیل کی بہت بڑی ہتک ہے کہ ان کو ذبح کرنے کی بجائے بکرے پہ چھری پھیر دی کیونکہ وہ بہت بڑا ذبح تھا، بہت بڑی صاحبِ امر چیز تھی، بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ ذبح عظیم سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں کثرت سے صحابہ کی قربانیاں ہیں وہ ذبح عظیم ہے جس کی خاطر ان کو زندہ رکھا گیا اور ﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ گئے تھے تو رؤیا تو پوری ہو گئی تھی۔ یعنی یہ مطلب تھا اس رؤیا کا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو ہمیشہ فکر رہی کہ شاید اس کا ظاہری معنی ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ ظاہری معنی کیا، تو پہلے ہی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ اور ﴿اَرٰى﴾ کا مطلب ہے مَیں دیکھتا ہوں۔ یہ اکثر مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں ذبح کر رہا ہوں۔ فرمایا ابراہیم تو نے گویا رؤیا پوری کر ہی دی اب تُو کیوں ذبح کرتا ہے۔ مگر بہر حال آپ کو جو بچایا گیا ہے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ کسی بکرے کو آپ کی جگہ پکڑا گیا تھا بلکہ آنحضرت ﷺ نے اشارۃً بھی کسی جگہ ذکر نہیں فرمایا۔ پس ذبح عظیم سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ تھے جنہوں نے غیر معمولی طور پر اپنی جانیں قربان کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

”ابراہیمؑ اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت میں ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے۔ ہر عمر کے انسان مرتے ہیں۔ بچے، بوڑھے، ادھیڑ۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

موسم میں جو تغیر ہو رہا ہے وہ خداتعالیٰ کی طرف سے انذار ہے۔ شروع سال میں زمینداروں سے سنا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اس قدر غلہ ہوگا کہ سمانہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہیں کہ سردی نے فصلوں کو تباہ کردیا ہے۔ آئندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ وقت ہے کہ تم خداتعالیٰ سے صلح کرلو اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو کہ ﴿فَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة:۱۳۳)۔ "مرنا نہیں جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو۔" موت کی کوئی خبر نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجھو کہ چھوٹے سے چھوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئے گا۔ نہیں، خداتعالیٰ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال:۸)۔ کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ مَیں جب کافر تھا تو اللہ کی راہ میں خیرات کیا کرتا تھا۔ کیا اس خیرات کا بھی کوئی نفع مجھے ہوگا؟ فرمایا "اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ" (مسلم کتاب الایمان) تیری وہی نیکی تو تیرے اس اسلام کا موجب ہوئی وہ تیرے کام آگئی۔" (خطبات نور۔ صفحہ ۱۹۳)

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک بوڑھا جو مشرک تھا وہ چیلوں وغیرہ کو بوٹیاں ڈالا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس کو دیکھا تو اس کو دعا دی اور اس کے بعد وہ اس نیکی کے بدلہ میں خود مسلمان ہوگیا اور جانوروں پر رحم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل ستائش ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قدر فرماتا ہے۔

اب یہ آیات ہیں: ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ. وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ. وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ. وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۱۵ تا ۱۲۳)۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا تھا۔ اور اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو ہم نے بہت بڑے کرب سے نجات بخشی تھی۔ اور ہم نے ان کی مدد کی۔ پس وہی غالب آنے والے بنے۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک روشنی بخش کتاب عطا کی۔ اور دونوں کو ہم نے سیدھے رستے پر چلایا تھا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں ان دونوں کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔ یقیناً ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اب دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فیض آئندہ آنے والوں ہی پہ نہیں گزشتہ لوگوں کو بھی پہنچا ہے۔ قرآن کریم میں یہ سورۃ ہے جس میں بار بار گزشتہ انبیاء اور ان کے ماننے والوں پر سلام بھیجا گیا ہے۔ اور کوئی کتاب دنیا کی دکھائیں ایک بھی کتاب، کوئی الٰہی کتاب کہلانے والی نہیں ہوگی جس میں دوسرے انبیاء کو سلام بھیجا گیا ہو۔ پس قرآن کریم ان معنوں نے سب کتابوں سے افضل ہے باقیوں نے تو دوسرے انبیاء کو جھٹلایا ہے لیکن قرآن کریم نہ صرف تصدیق کرتا ہے بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے۔

اب یہ آیات ہیں: ﴿اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ. اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ. اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ. اِلَّا عِبَادَاللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۲۴ تا ۱۳۳)۔ اور الیاس بھی یقیناً مُرسلین میں سے تھا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور پیدا کرنے والوں میں سے سب سے بہتر کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ کو۔ جو تمہارا بھی ربّ ہے اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا بھی۔ پس انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور یقیناً وہ پیش کئے جانے والے ہیں۔ سوائے اللہ کے چنیدہ بندوں کے۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ سلام ہو اِلیاسین پر۔ یقیناً ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

اب اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ اِلْیَاسِیْن کیوں فرمایا گیا ہے۔ حضرت الیاس تو ایک تھے۔ تو مفسرین لکھتے ہیں کہ الیاس نام کے تین نبی تھے اس لئے ان کی جمع لکھی گئی ہے۔ اِلْیَاسِیْن کہ ان سب الیاس نام کے جتنے تھے ان سب پر خداتعالیٰ کا سلام ہو۔ ایک الیاس تو وہ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نازل ہونا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو یہود نے آپ کا انکار اسی لئے کردیا کہ الیاس کہاں گیا جس نے آپ سے پہلے اترنا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یحییٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یعنی سامنے وہ بیٹھے تو نہیں ہوئے تھے مگر ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہی الیاس ہے تم مانو یا نہ مانو۔ تو حضرت عیسیٰ سے پہلے الیاس تھے۔ اب مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے الیاس جسمانی طور پر نہیں اترے تو حضرت عیسیٰ بھی پھر جھوٹے ثابت ہوئے۔ تو حضرت عیسیٰ کے جسمانی اترنے کے کیوں قائل ہیں۔ تو اپنی ہی دلیل سے وہ کاٹے جاتے ہیں وہ یا تو الیاس کو بھی جسمانی جسم کے ساتھ اترتا دکھا دیں یا الیاس کی بجائے کسی اور کو الیاس سمجھیں جو الیاس کی بجائے آیا ہو۔ پس یہی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خود دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دوسرے نام کے ہیں آپ مسیح کے طور پر نازل ہوں گے۔

پھر قرآن کریم سب مُرسلین پر سلام بھیجتا ہے ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورة الصٰفٰت: ۱۸۲۔۱۸۳) اور سلام ہو سب مُرسلین پر۔ اور سب حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے میرے قادر خدا۔ اے میرے پیارے رہنما۔ تُو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔

امابعد، اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو، باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں۔ اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو! وہ دین، دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان، انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔

(روحانی خزائن۔ جلد ۲۳، پیغام صلح۔ صفحہ ۴۳۹)

یہ پیغام صلح ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری تحریر جو آپ کے وصال کے بعد شائع ہوئی تھی اور اس میں ہندوستان کے لئے تمام مسائل کا حل ہے۔ اگر ہندو اور مسلمان اور عیسائی اور مشرک سارے انسان کی حیثیت سے اکٹھا ہونا سیکھ لیتے تو خدا کے فضل کے ساتھ ہندوستان کے مسائل پیدا ہی نہ ہوتے۔ وہاں سارے تعصّبات نسلی یا مذہبی ہیں اس قسم کے تعصّبات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یک قلم موقوف ثابت کردیا اور فرمایا کہ ہمدردی کرو بلکہ یہاں تک کہ اگر کوئی غیر طاعون سے مرتا ہے تو تم اس کے گھر جاؤ اور اس کو کفنانے دفنانے میں مدد کرو۔ پس غیر معمولی طور پر طاعون سے بچنے کی طرف بھی تلقین تھی لیکن ہمدردی کا یہ عالم تھا فرمایا کہ اگر کوئی غیر بھی مر جائے طاعون سے تو تم پہنچو اس کے پاس اور اس کا جنازہ وغیرہ پڑھنے میں، اس کو دفنانے میں اور نہلانے میں کام آؤ۔

اب لیلۃ القدر والی آیت ہے ﴿تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (سورة القدر آیت ۵۔۶)۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ میں سلام ہے یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

اب اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جس دن لیلۃ القدر کی فجر ہو اس دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان کی موت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب ایک دفعہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ اس کو بچالے اور اس کو دکھادے اپنی لیلۃ القدر۔ تو صبح سے مراد اس کی موت کی صبح ہے جب اگلے جہان میں جائے گا اس وقت تک یہ سلسلہ سلامتی کا اس پر جاری رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خداتعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح و مجدد جو خداتعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے"۔ لیلۃ القدر سے مراد ہے ایسی رات جس میں بندہ کی قدر کی جاتی ہے یعنی گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہونے کے باوجود پھر ایک صبح پھوٹتی ہے اس میں سے۔ "ہر ایک مصلح و مجدد جو خداتعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے۔......... اس لیلۃ القدر میں خداتعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اِذن سے آسمان سے

اترتے ہیں نہ عبث طور پر۔ بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں۔ سووہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظلمتِ غفلت دور ہو کر صبحِ ہدایت نمودار ہو جاتی ہے"۔(فتح اسلام صفحہ ۵۴۔۵۵)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات میں آپس میں صلح کاری کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

"آپس میں صلح کاری اختیار کرو، صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغو بات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں"۔ یعنی بڑے وقار سے سلام کہہ کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔ "اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔...... صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔......... سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں"۔

یہ موقع ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ کہا کہ "اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال"۔ کہ دوستو جہاد کا خیال اب چھوڑ دو۔ "دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال"۔ اس سے غیر احمدی مولویوں نے غلط مطلب نکالا اور یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلامی حکم جہاد کو منسوخ کر رہے ہیں۔ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جہاد اکبر کی طرف بلاتے تھے۔ سب سے بڑا جہاد تو وہ ہے جو اپنے نفسوں کا جہاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک دفعہ قتال کے جہاد سے واپس آرہے تھے تو یہ فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے اب جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ پس نفس کے ساتھ جہاد یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا اور اِس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلا دیا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور دعا میں لگے رہو، ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا"۔(روحانی خزائن۔ جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۵۔۱۶)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو الہامات ہیں ان کے پورے ہونے کے دن آرہے ہیں اور جو بجلی کی چمک کی طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہم تو ادنیٰ اور ذلیل خادم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس موقع پر استغفار کرنا چاہئے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح عظیم نازل ہو گی تو استغفار کرو۔ استغفار اپنے لحاظ سے بھی کرنا چاہئے یہ سوچ کر کہ ہماری کوششوں سے نہیں ہوا یہ اللہ کے فضل سے ہوا ہے۔ اور استغفار دوسروں کے لئے کرنا چاہئے کہ وہ جب ہم میں آداخل ہوں تو ہمارے بدنمونہ سے ٹھوکر نہ کھا جائیں۔ یا جب ہم میں داخل ہوں تو ان کے بدنمونہ سے ہم لوگ نہ بہک جائیں۔

اب مسلمانوں میں جب کثرت کے ساتھ عیسائی قومیں داخل ہوئی ہیں تو یہ غلط عقیدے یہود اور عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں میں داخل ہوگئے جو بعد میں مصیبت کا موجب بنے۔ پس استغفار کا حکم اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ اور یہی مطلب تھا کہ توبہ کرو اور استغفار کرو اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جو تم میں آتے ہیں، نہ تمہارے بدنمونہ سے ان کو ٹھوکر لگے، نہ ان کے بدنمونوں سے تمہیں ٹھوکر لگے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات ہیں۔ یہ ۱۸۸۳ء کا الہام ہے۔ "سَلَامٌ عَلَيْكَ يَآ اِبْرَاهِيْمُ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ"۔ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے۔(تذکرہ صفحہ ۱۰۵۔مطبوعہ ۱۹۶۹ء) "سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ صَافَيْنَاهُ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ"۔ ابراہیم پر سلام، ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔(تذکرہ صفحہ ۱۰۸۔۱۰۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸ر ستمبر ۱۸۹۳ء میں لکھتے ہیں:

"مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اول گویا کوئی شخص مجھ کو کہتا ہے کہ میرا نام فتح و ظفر ہے اور پھر یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمْرِىْ كُلَّهٗ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے سارے کام اپنے فضل سے ٹھیک کر دیئے۔ پھر دیکھا کہ مکان شبیہ مسجد میں ہوں"۔ یعنی مکان کی شکل کی مسجد ہے "اور ایک الماری کے پاس کھڑا ہوں۔ اور حامد علی بھی کھڑا ہے۔ اتنے میں نظر پڑی تو مَیں نے میاں عبداللہ غزنوی کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں اور میرا بھائی غلام قادر بھی بیٹھا ہے۔ تب مَیں نے نزدیک ہو کر ان کو السلام علیکم (کہا) تو انہوں نے بھی وعلیکم السلام (کہا) اور بہت سے دعائیہ کلمات ساتھ ملا دیئے جن میں صرف یہ لفظ محفوظ رہا"۔ یعنی ذہن میں یہی رہا۔ "کہ اَخَّرَكَ اللّٰه" کہ اللہ تعالیٰ تیرے سارے کام ٹھیک بنا دے۔ انجام بخیر کرے مگر معنے یہی یاد رہے کہ ان کے کلمات ایسے ہی تھے کہ تیرا خدا مددگار ہو، تیری فتح ہو۔ پھر مَیں اس مجلس میں بیٹھ گیا اور کہا کہ مَیں نے خواب بھی دیکھی ہے کسی کو مَیں نے السلام علیکم کہا ہے اس نے جواب دیا وعلیکم السلام والظفر"۔(تذکرہ صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ ۱۹۶۹) یہ خواب میں ہی خواب کا ذکر فرما رہے ہیں۔ واقعۃً ان لوگوں کے پاس نہیں گئے تھے خواب میں یہ کہتے ہیں کہ ان کو پھر مَیں نے کہا کہ مَیں نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔

ایک اور الہام ہے ۱۹۰۰ء کا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ بُرْهَانًا وَكَانَ اللّٰهُ قَدِيْرًا عَلَيْكَ بَرَكَاتٌ وَ سَلَامٌ .سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"۔ تجھ پر سلامتی ہو۔ ہم نے تجھے ایک عظیم الشان حجت کے طور پر اتارا ہے اور تیرا رب قادر ہے۔ تم پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۳۷۳ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر فرماتے ہیں:

"گزشتہ شب کو یہ الہام ہوا سَلَامٌ عَلَيْكَ يَآاِبْرَاهِيْمُ. پھر اس کے بعد الہام ہوا: سَلَامٌ عَلٰى اَمْرِكَ صِرْتَ فَائِزًا۔ اے ابراہیم تجھ پر سلام، تیرے کاروبار پر سلامتی ہو تو بامراد ہو گیا۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۲ء تذکرہ صفحہ ۴۴۵۔مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آخر پر اپنی جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر لاہور میں یہ نصیحت فرماتے ہیں:

"پس اُٹھو! اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلدی راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے .... تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستّر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی"۔ یہ ستّر برس کے گناہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ "یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین"۔(لیکچر لاہور۔ صفحہ ۳۹)

بقیہ: درس رمضان المبارک از صفحہ ۲

حضور ایدہ اللہ نے ﴿ اَنْصِتُوْا ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ﴿اَلْاِنْصَاتُ: اَلْاِسْتِمَاعُ اِلَيْهِ مَعَ تَرْكِ الْكَلَامِ﴾۔ چپ کر کے توجہ سے سننا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾۔

حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں: "بے شک ارشاد الٰہی ﴿فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ اللہ کا حکم ہے اور حکم ظاہری طور پر وجوب کا رنگ رکھتا ہے پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ سننا اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ لوگوں کے اس بارہ میں کئی اقوال ہیں:۔

پہلا قول حسنؒ کا ہے اسی طرح ظاہر یہ فرقہ والے اس آیت پر عمومیت کا حکم جاری کرتے ہیں کہ جس جگہ بھی کوئی انسان تلاوت قرآن کریم کر رہا ہو ہر سننے والے پر اسے غور سے سننا اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت نماز میں کلام کرنے کی حرمت کے بارہ میں نازل ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ لوگ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آتا لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ ان سے پوچھتا کتنی نماز پڑھ چکے ہو اور کتنی باقی ہے؟ اسی طرح وہ اپنی ضروریات کے لئے بھی نماز میں باتیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے یہ مفسرین کے ڈھکونسلے ہیں۔

"تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت امام کے پیچھے جہراً قرأت کرنے کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی۔"
حضور نے فرمایا کہ دراصل یہ تو مشرکین وغیرہ کے متعلق ہے جو تلاوت قرآن کے وقت شور ڈالتے تھے۔

"ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرض نماز میں قرأت فرمائی تو صحابہؓ نے بھی آپ کے پیچھے پیچھے اونچی آواز سے تلاوت کی۔ جس پر انہوں نے رسول اللہ پر معاملہ مشتبہ کر دیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نزول کے قصے غلط ہیں۔ آیت تو اپنی جگہ نازل ہونی ہی تھی۔ یہ بات درست ہے کہ بعض دفعہ صحابہؓ آنحضرتؐ کے پیچھے اونچی آواز میں تلاوت کر لیا کرتے تھے جس سے آنحضرتؐ کی توجہ ڈسٹرب ہوتی تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے ناراضگی کا بھی اظہار فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ خاموش رہے۔

علامہ شہاب الدین آلوسی کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے زیدؓ بن ثابت سے بیان کیا ہے کہ: امام کے پیچھے کوئی قراءت نہیں۔ اور ابو ہریرہؓ اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے چلیں۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو۔

اور جابرؓ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو اس (امام) کی قراءت اس (مقتدی) کے لئے قراءت ہو گی"۔ اس حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں یہ واجب ہو گا کہ اللہ کے قول ﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ ﴾ اور آنحضرت ﷺ کے قول ﴿ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ ﴾ کے عمومی مفہوم کو خاص کر دے۔

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے عبادہؓ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز فجر پڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ پر قراءت بھاری ہو گئی۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو فرمایا: شاید تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو۔ ہم نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ فرمایا: تم یہ نہ کیا کرو سوائے ﴿ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ ﴾ کے۔ کیونکہ جس نے اسے نہ پڑھا اس کی کوئی نماز نہیں"۔ (روح المعانی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب کی تلاوت امام کے پیچھے آہستہ آہستہ کرنی ضروری ہے مگر وہ بھی اونچی ہرگز نہ پڑھنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾: کفار مخاطب ہیں کہ مومن کے لئے ہدایت و رحمت ضرور ہے۔ پس اب کافرو! تم بھی سنو تو تمہارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے۔ الحمد خلف الامام کا مسئلہ یہاں نہیں"۔
(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خلیفۃ المسیح اول کے نزدیک مفسرین نے یہاں یہ بات نکالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں خلف الامام قراءت کا کوئی ذکر نہیں۔ حدیثوں میں جو ذکر ہے وہ اپنی جگہ ہے۔

آیت ۲۰۶: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ اور تُو اپنے ربّ کو اپنے دل میں کبھی گڑگڑاتے ہوئے اور کبھی ڈرتے ڈرتے اور بغیر اونچی آواز کے صبحوں اور شاموں کے وقت یاد کیا کر اور غافلوں میں سے نہ ہو۔

حضور نے بتایا کہ: ﴿غُدُوٌّ﴾ سے مراد طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے۔ ﴿آصَال﴾ جمع ہے، مفرد اصیل ہے۔ عصر سے مغرب تک کا وقت ﴿اَصِيْل﴾ کہلاتا ہے۔

آیت ۲۰۷: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴾ یقیناً وہ لوگ جو تیرے ربّ کے حضور حاضر رہتے ہیں اس کی عبادت میں تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں: "جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ذکر کی طرف ترغیب دی اور اس پر مداومت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی تو اس کے بعد اس ضمن میں تقویت دینے والے اسباب کا ذکر فرمایا۔ فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ﴾ جس کا معنی ہے کہ فرشتے جو اعلیٰ شرف، انتہائی طہارت سے متصف ہونے اور بواعث شہوت اور غضب اور حوادث حسد و کینہ سے پاک اور معصوم ہونے کے باوجود جبکہ وہ عبادت اور خشوع و خضوع میں مداومت بجالاتے ہیں تو انسان جو عالم جسمانیات کے اندھیروں میں مبتلا ہے، نیز لذاتِ بشریہ اور حاجاتِ انسانیہ کی ادائیگی پر مستعد رہتا ہے اس کو تو بدرجہ اولیٰ اطاعت میں مداومت اختیار کرنی چاہئے۔ اس سبب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا﴾ کہ مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا تاکیدی حکم ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تیرے پاس موت آ جائے۔ ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾"۔ (تفسیر کبیر رازی)

اسی طرح علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: "اگر کہا جائے کہ ﴿ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴾ کہ فرشتے صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور ارشاد الٰہی ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ کہ آدم کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا تو یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے آدم کو سجدہ کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ غزالیؒ نے فرمایا کہ جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ زمینی فرشتے تھے اور آسمانی بڑے فرشتے نہیں تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴾ سے یہ مراد ہے کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرتے اور یہ عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور ﴿اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہے۔ اور جان لے کہ فرشتوں کے عبادت میں مستغرق ہونے پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے حکایت کے رنگ میں بیان فرمایا ﴿ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ کہ فرشتے کہتے ہیں ہم صف بندی میں ہیں اور ہم تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ آیت ﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ کہ تو دیکھتا ہے کہ فرشتے عرش کو اردگرد سے گھیرے ہوئے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے۔ واللہ اعلم"۔
(تفسیر کبیر رازی)

علامہ ابو عبد اللہ القرطبی لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اور ﴿ عِنْدَ رَبِّكَ ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہیں۔ اور ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے۔............

سجدۂ تلاوت: ۔ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے......

حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں سجدہ والی آیت پڑھی۔ لوگ سجدہ کرنے کے لئے لپکے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت اس وقت کرنا ہم پر فرض نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ ہم ایسا کرنا چاہیں۔ یہ واقعہ تمام انصار اور مہاجرین صحابہؓ کی موجودگی میں پیش آیا اور کسی ایک نے بھی حضرت عمرؓ پر اعتراض نہ کیا۔ گویا اس بات پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔

الحمدللہ الحمدللہ
اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں سے گزشتہ سال پڑھ کر فارغ ہونے والے ۸۰ فیصد سٹوڈنٹس کو اللہ تعالیٰ نے بہترین ملازمت سے نوازا ہے۔ اور بہت سی کمپنیاں اب خود ڈیمانڈ کر رہی ہیں کہ ہمیں آپ کے پاس پڑھے ہوئے اور لوگوں کی ضرورت ہے۔
نئے کورس کے داخلے جاری ہیں - جلد رجوع کریں
Microsoft Certified Professional IT Training Centre
Ehrharstr.4 30455 Hannover Germany
Tel :0049+511+404375 Fax: 0049-511-4818735
E-mail: Khalid@t-online.de

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدۂ تلاوت کرتے اس وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر بھی اللہ اکبر کہتے"۔ (تفسیر القرطبی)

اس کے ساتھ سورۃ الاعراف کا درس مکمل ہوا اور سورۃ الانفال کے درس کا آغاز ہوا۔

سورۃ الانفال

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ الانفال کے اہم مضامین مفسرین کے نزدیک یہ ہیں:۔

اس سورۃ کے شروع میں ہی یہ خوشخبری دیدی گئی کہ ان مشکلات کے نتیجہ میں مومنین کی غربت دور کردی جائے گی۔ پھر مشکلات کے ذکر میں سب سے پہلے جنگِ بدر کا ذکر فرمایا اور جیسا کہ اس سے پہلی سورۃ کے آخر پر دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی تھی، ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کو عطا کی جانے والی فتح بھی آنحضرت ﷺ کی خصوصی دعاؤں ہی کے نتیجہ میں تھی ورنہ جو ۳۱۳ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ اس جہاد میں شریک تھے ان کے مقابل پر مکہ کے مشرکین کی حملہ آور فوج سوائے روحانی پہلو کے ہر پہلو سے ان پر برتری رکھتی تھی۔ بہترین سواریاں ان کو حاصل تھیں۔ بہترین جنگی ہتھیار میسر تھے۔ تیر اندازی کے فن میں ماہر دستے ان کی فوج میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں جنگ کے لئے جذبات کو بھڑکانے کے لئے ایسے راگ الاپنے والی ماہر عورتیں بھی تھیں جن کے نغمات کے نتیجہ میں فوجوں پر ایک قسم کی جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کے مقابل پر رسول اللہ ﷺ کی وہ دعائیں ہی فتحیاب ہوئیں جو آپؐ نے اپنے خیمہ میں انتہائی گریہ وزاری کے ساتھ اس حال میں کیں کہ آپ کے شانۂ مبارک سے چادر بار بار گرتی تھی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اسے سنبھالتے تھے۔ اس دعا کا معراج یہ تھا کہ آپؐ نے بار بار عرض کی: "اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا"۔ کہ جن وانس کی پیدائش کی غرض تو عبادت ہی ہے اور یہ بندے جنہیں مَیں نے خالصۃً تیری عبادت کی ہی تربیت دی ہے، اگر یہ مارے گئے تو پھر کبھی دنیا میں تیری سچی عبادت کرنے والی کوئی جماعت پیدا نہیں ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس بارہ میں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں کہ نعوذ باللہ یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کو دھمکی نہیں تھی بلکہ امر واقع کا اظہار ہے کہ آپؐ نے جیسی عبادت سکھائی تھی کسی نے ایسی عبادت کے طریق نہیں سکھائے۔ اگر یہ بھی ہلاک ہو جائیں تو پھر پیچھے کیا باقی رہ جائے گا۔ پس جنگ بدر کی فتح کا تمام تر سہرا آنحضرت ﷺ کی دعاؤں ہی کے سر تھا۔

مزید برآں مومنین کو یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ سچوں اور جھوٹوں کے درمیان عظیم فرق کر دینے والا ہتھیار تو تقویٰ ہی ہے۔ اگر آئندہ بھی تم دنیا کی بڑی طاقتوں پر غالب آنے کا گمان لئے بیٹھے ہو تو وہ صرف اس صورت میں پورا ہوگا کہ تم تقویٰ پر قائم رہو۔

یہاں یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی ہرگز قتال نہ کرتے جب تک قتال کے ذریعہ آپ کا دین تبدیل کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔ سب سے بڑا فتنہ دنیا میں ہمیشہ اسی طرح پیدا ہوتا رہا اور پیدا ہوتا رہے گا کہ تلوار کے ذریعہ لوگوں کے دین تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔ اس صورت میں صرف اُس وقت تک دفاع کی اجازت ہے جب تک کہ یہ فتنہ کلیۃً مٹ نہ جائے۔

اسی طرح بتایا کہ ثبات قدم کے لئے کثرت سے اللہ کے ذکر کی ضرورت ہے۔ پس ہولناک جنگوں کے دوران بھی مسلسل ذکر الٰہی بلند کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ تم ہی فلاح حاصل کروگے کیونکہ ہر فلاح ذکر الٰہی سے وابستہ ہے۔

اس سورۃ کی آخری دو آیات میں اس امر کا ذکر ہے کہ اگر دشمن کا دباؤ بہت بڑھ جائے اور مجبوراً تمہیں اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑے تو اللہ کی راہ میں ہجرت قبول ہوگی اور اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت عطا کی جائے گی اور مغفرت کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والوں کے رزق میں بھی بہت برکت ڈالے گا۔ یہ پیشگوئی ہمیشہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہے اور رزق میں جس برکت کا ذکر اس سورۃ کے شروع میں انفال عطا کئے جانے کی صورت میں کیا گیا تھا اس کی اب اور صورتیں بھی یہاں بیان فرمادی گئیں کہ ہجرت کے نتیجہ میں مہاجرین کی رزق کی راہیں بہت کشادہ کی جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو ایسا ہے کہ تمام احمدی جانتے ہیں کہ ہماری بہت سی رزق کی برکتیں ہجرت کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ ہجرت کے ساتھ وابستہ ہیں کہ اس سے پہلے ہم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ جتنے بھی مہاجرین ہیں وہ خدا کے فضل سے غیر معمولی رزق عطا کئے گئے۔ جو چندے بڑھے ہیں وہ بھی مہاجرین ہی کی برکت ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے خدا کے عطا کردہ رزق میں سے کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔ اب یہ حال ہو چکا ہے کہ تحریک جدید میں جماعت کراچی کا ایک کروڑ روپے کا وعدہ تھا۔ اس کے بعد ایک احمدی مخلص دوست کا خط ملا کہ انہوں نے نیت باندھی تھی کہ اگر مجھے اتنا منافع ملا تو جماعت کو ایک کروڑ دوں گا۔ ان کی طرف سے جب وعدہ ملا تو مَیں نے جماعت کراچی کو کہا کہ آپ کا کروڑ الگ ہے ان کروڑ کا الگ۔ چالیس فیصد انہوں نے ادا بھی کردیا ہے۔ اب بزنس سے ایک کروڑ نکالنا بہت بڑی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ یہ خدا کا وعدہ تھا کہ جو اس کی خاطر ہجرت کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کے رزق میں بہت برکت دی جائے گی۔

سورۃ الانفال آیت ۱: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

الانفال آیت ۲: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ. قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (الانفال :۲)۔ وہ تجھ سے اموالِ غنیمت سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ اموالِ غنیمت اللہ اور رسول کے ہیں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

اس بارہ میں یہ حدیث ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۃ الانفال کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سورۃ جنگ بدر کے بارہ میں نازل ہوئی تھی۔

﴿شَوْكَة﴾ کے معنی ہیں حد۔ یعنی تلوار کی دھار۔ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ گروہ کے بعد گروہ یعنی لگاتار۔ رَدَفَنِي اور اَرْدَفَنِي کے معنے ہیں میرے بعد آیا۔ اس جگہ ﴿ذُوْقُوْا﴾ سے مراد زبان سے چکھنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عذاب برداشت کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے اسی طرح بعض اہم الفاظ کے معنی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن مَیں ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ مشرکین کی ہلاکت سے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اب یہ تلوار آپ مجھے عطا فرمائیں۔ یعنی وہ تلوار جو رسول اللہ کے ہاتھ میں تھی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تلوار نہ میری ہے نہ تمہاری۔ مَیں نے خیال کیا کہ شاید یہ تلوار کسی ایسے شخص کو دی جائے گی جو آزمائش میں مجھ سے بڑھ کر کامیاب نکلا ہو۔ اتنے میں رسول کریمؐ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے مجھ سے تلوار کا اس وقت سوال کیا تھا جبکہ یہ میری ملکیت نہ تھی۔ اب یہ میری ملکیت ہو گئی ہے اور مَیں اب تمہیں دیتا ہوں۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر آیت ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ......﴾ اتری تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو آیت کی تنزیل کا مسئلہ ہے یہ صحابہ اپنی طرف سے بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تلوار دیتے وقت کوئی آیت اس وقت نازل نہیں ہوئی تھی۔ آیات جو نازل ہوتی تھیں وہ اپنے وقت پر موقع محل کے مطابق ہوتی رہتی تھیں مگر یہاں آنحضرتؐ کی امانت کا معاملہ ہے۔ یہ تلوار ایسی تھی جو کسی نے آنحضرتؐ کو دی تھی اور اس وقت جب دوبارہ آپ نے اس کو دی ہے اس وقت اس نے رسول اللہ کی خدمت میں یہ عرض کر دیا تھا کہ یہ میری نہیں اب یہ آپ کی ہو چکی ہے۔ جب آپ نے اپنی سمجھا پھر تلوار اس کو عطا کردی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرمؐ کے ساتھ خروج کیا۔ مَیں آپؐ کے ساتھ بدر میں شامل تھا۔ آپ کی لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو رُسوا کیا۔ ہمارے گروہ نے دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے مزید پسپا کیا اور قتل کیا اور ہمارا ایک گروہ دشمن کے لشکر کا مالِ غنیمت جمع کرتا رہا جبکہ ایک دوسرے گروہ نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا تاکہ آپ کو دشمنوں سے غفلت کی حالت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے یہاں تک کہ رات ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کے

سوٹوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی —— Jetzt oder Nie

بیلہ بوتیک

۲۸ر جنوری سے ۱۶ر فروری تک

سیل —— سیل —— سیل

بچگانہ سوٹ ,-10 ,-15   زنانہ سوٹ ,-20 ,-30 اور ,-40

ان سلا سوٹ تھری پیس ~~-.20~~ -.12   ~~-.35~~ -.14   ~~-.30~~ ,-15

Tel: 069. 24279400 / 0170-2128820

Kaiser Str. 64   Laden 31-33   Frankfurt . Germany

پاس واپس لوٹ آئے تو جن لوگوں نے مال غنیمت جمع کئے تھے کہنے لگے کہ ہم نے یہ اموال سمیٹے اور جمع کئے ہیں پس کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور وہ لوگ جو دشمن کے تعاقب میں نکلے تھے کہنے لگے کہ تم ہم سے زیادہ ان اموال کے حقدار نہیں ہو۔ ہم نے ان اموال سے دشمن کو پرے بھگایا اور پسپا کیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے رسول کریمؐ کو گھیرے میں لیا ہوا تھا کہنے لگے کہ تم ان اموال کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں۔ ہم نے رسول کریمؐ کو حصار میں لے رکھا تھا تاکہ دشمن غفلت میں حملہ نہ کر دے۔ پس ہم حضور کی حفاظت میں مصروف رہے۔ اس موقع پر سورۃ الانفال کی یہ آیت نازل ہوئی۔ تب نبی کریمؐ نے کچھ وقفہ کے بعد مسلمانوں میں اسے تقسیم کیا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لئے مال غنیمت کو ناپسند فرماتے تھے مگر صحابہ کو عطا کرنے میں کسی قسم کی کنجوسی نہیں دکھایا کرتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے بعد اجتماعی دعا کروانے سے قبل سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھنے کے بعد دعا کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ صلحائے امت کے لئے اور عالم اسلام کے لئے عمومی دعا کریں کہ خدا اُنہیں باہمی اتحاد اور ہمدردی عطا فرمائے۔ مزید تفرقہ سے بچائے اور حبل اللہ کو پوری مضبوطی سے پکڑنے کی توفیق دے۔ اسلام کے نام پر ستائے جانے والوں کے لئے جن میں سب سے اول تو جماعت احمدیہ ہے مگر اس کے علاوہ چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، کشمیر وغیرہ خطوں کے لوگ بھی ہیں۔ دجال کے فتنہ اور اس کے شر سے حفاظت نصیب ہونے کے لئے، آنحضرت ﷺ کی آل کے لئے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہ اللہ ان کو اپنے بزرگ آباء واجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی دینی کمزوریوں سے نجات بخشے۔ جغرافیائی مسائل کے حل کے لئے جن کے نتیجہ میں کروڑوں معصوم جنگ وجدل کا شکار ہو جاتے ہیں، حوادث زمانہ کے متاثرین خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہوں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد۔ نظام جماعت عالمگیر کے لئے اور تمام احباب وخواتین جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے، نومبایعین کی نیک تربیت اور استقامت کے لئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ اب کروڑوں میں بیعتیں ہو رہی ہیں توان کو سنبھالنا۔ بیعت تو صرف ایک تسلیم کا اظہار ہے۔ تربیت تو بیعت کے بعد شروع ہوتی ہے اور بیعتوں کی تعداد پر فخر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اس لئے مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ تربیت کے لئے ایک الگ ٹیم بنائیں جو نومبایعین کو سنبھالے۔ ایک ٹیم تبلیغ کے لئے ہو اور ایک تربیت کے لئے۔ تربیت کا کام بہت ٹھوس ہے اور بہت محنت طلب ہے۔

حضور نے دعائیہ فہرست کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی دعا کریں کہ خدمت پر کمربستہ جماعت عالمگیر کے تمام کارکنان اور کارکنات کے لئے، نظام وقف کے لئے، واقفین کے لئے اور وقف نو کے مجاہدین کے لئے، درویشان قادیان اور اہل ربوہ کے لئے، تحریک جدید، وقف جدید اور دیگر مالی تحریکات میں قربانی کرنے والے مخلصین جماعت کے لئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ان کی فہرستیں آئی ہوئی ہیں جن کو پڑھنے کا وقت ہی نہیں ہے مگر ان سب کو بالعموم یاد رکھیں۔ اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے، شہدائے احمدیت کے لئے اور ان کے پسماندگان کے لئے۔ حضور نے فرمایا شہدائے احمدیت کی فکر تو اللہ تعالیٰ خود ہی کرے گا ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ اسیران راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے اور ان کے سایہ سے عارضی طور پر محروم اہل وعیال کے لئے، انفرادی اور نوعی لحاظ سے مختلف قسم کے مسائل سے دوچار لوگوں کے لئے، سب مصیبت زدگان کے لئے، ان کے لئے جن پر مختلف قسم کی چٹیاں پڑی ہوئی ہیں، یا ویسے ہی اپنی نااہلی سے قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں، بیوگان اور یتامیٰ کے لئے اور حقوق سے محروم لوگوں کے لئے، ایسی بچیوں کے لئے جن کے رشتوں میں تاخیر ہو رہی ہے۔ بے اولاد لوگوں کے لئے، طلباء کے لئے، بیروزگاروں کے لئے، تاجروں کے لئے، آجروں کے لئے اور اجیروں کے لئے، زمینداروں کے لئے، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے، اقتصادی بدحالی کے مظلوموں کے لئے، جماعت کے ابتلا کے دور کے ختم ہونے کے لئے عمومی دعائیں خصوصاً اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ، رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعض دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ ترمذی میں یہ دعا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَ اَهْلِيْ وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

پھر آنحضرت ﷺ کی دعا ہے اے اللہ تو میرے دل میں نور پیدا فرما دے۔ میری آنکھوں میں نور پیدا فرما دے اور میرے کانوں میں نور فرما دے۔ میرے دائیں بائیں اور اوپر نیچے اور آگے پیچھے نور پیدا فرما دے۔ اور مجھے مجسم نور بنا دے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَ الْجُبْنِ۔ اے اللہ! مَیں بے بسی، سستی، بزدلی اور تھکا دینے والے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے خدا مَیں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر فرمایا: اے اللہ! اپنے وعدہ کو جو تو نے مجھ سے فرمایا میرے لئے پورا کر دے۔ اے خدا جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے دے دے۔ اے اللہ! اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

پھر ہے: اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ. رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ. رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اور میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے زیادہ بہتر ہے۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا کو اسم اعظم بھی فرمایا ہے۔ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اے میرے قادر خدا، میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق وصفا۔ اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔

پھر دعا ہے: اے رب العالمین! میں تیرے احسانوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ مَیں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب لوگ ان دعاؤں میں شامل تھے اور دلوں میں آپ آمین کہہ رہے تھے۔ کچھ کی آواز بھی آجاتی تھی تو اب چند منٹ کے لئے ہم اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور نے پرسوز خاموش اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی اس سال کے رمضان کی یہ نہایت بابرکت اور پاکیزہ عالمی درس القرآن کی مجالس اختتام کو پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ کی صحت و عمر میں بہت برکت دے اور آپ کے بیان فرمودہ معارف وحقائق قرآنی سے تمام عالم کو متمتع ہونے کی سعادت و توفیق بخشے اور حضور ایدہ اللہ اور تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اور خدا کرے کہ یہ سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے اور آئندہ رمضان میں پھر ایسی ہی بابرکت عالمی مجالس درس القرآن سے ہمیں فیضیاب ہونے کی توفیق عطا ہو۔ آمین (مرتبہ: ابولبیب)

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے ان توفیقات کے مطابق اپنی مالی قربانی کو بھی بڑھایا ہے کہ نہیں۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

لجنہ اماء اللہ غانا کے
۲۳ویں سالانہ اجتماع کا کامیاب و بابرکت انعقاد

دس ہزار سے زائد لجنہ وناصرات کی شمولیت۔ روٹ مارچ، دلچسپ علمی وورزشی مقابلہ جات، اہم موضوعات پر علمی تقاریر اور عالمی بیعت میں شمولیت کے ایمان افروز پروگرام

(رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ مبلغ سلسلہ)

خداتعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ غانا کا ۲۳واں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۴،۲۵ راگست ۲۰۰۶ء کو ویسٹرن ریجن کے صدر مقام تاکوراڈی (Takoradi) میں منعقد ہوا۔ یہ اجتماع تاکوراڈی کے گھانا سیکنڈری ٹیکنیکل سکول میں منعقد ہوا۔ اس کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین ہے۔

اجتماع کا پہلا روز

جماعتی روایات کے مطابق اجتماع کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ اس کے بعد Miss Fatima Keelson نے "عاجزی وانکساری" کے عنوان پر درس دیا۔ ناشتہ کے بعد روٹ مارچ ہوا۔

رُوٹ مارچ (Route March)

غانا میں لجنہ کے اجتماعات پر روٹ مارچ ایک اہم حصہ ہوتا ہے جس میں شرکت کے لئے ہر ممبر بے حد کوشش کرتی ہے۔ اس میں شامل ہونے کے لئے ناصرات اور ممبرات لجنہ کے لئے یونیفارم پہننا لازمی ہے جس میں سفید شلوار قمیص یا پاجامہ اور قمیص اور سفید دوپٹہ اور کالے جوتے ہوتے ہیں۔

ہر ریجن اپنی ممبرات اور ناصرات کو مختلف گروپوں میں ترتیب دیتا ہے۔ یہ گروپ آگے چار چار لائنوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلے گروپ کی ناصرات یا ممبرات لجنہ ایک بینرز اٹھائے ہوتی ہیں جس پر ریجن کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اس طرح مختلف ریجنز کے گروپس وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ مارچ کرتے ہوئے شہر کی مخصوص سڑکوں سے گزرتے ہیں۔ ہر گروپ الگ الگ Songs of Praise گاتا ہے۔ ان نغمات میں توحید باری تعالیٰ، حمد باری تعالیٰ اور درود شریف وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس مارچ میں چھوٹی عمر کی بچیاں اور بڑی عمر کی عورتیں سب شامل ہوتی ہیں۔

جب لاتعداد ممبرات لجنہ اور ناصرات نے اپنے مخصوص لباس میں مارچ کیا تو شہر بھر میں خوب نظارہ تھا۔ سارے گروپس کے آخر پر ایک بہت بڑا گروپ ایسی لجنات کا تھا جو شیر خوار بچوں کی مائیں تھیں اور اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کمر پر باندھے (جیسا کہ افریقہ میں عام رواج ہے) مارچ میں شریک تھیں۔ اس گروپ کے بعد ایک اور بہت بڑا گروپ ایسی ناصرات اور لجنات پر مشتمل تھا جو اپنے یونیفارم میں نہ تھیں تاہم مارچ میں شریک تھیں۔ ناصرات اور لجنہ کا یہ جوش وخروش اور ولولہ قابل دید تھا۔ تاحدِ نظر ایک جیسے شفاف اجلے سفید یونیفارم میں ملبوس ناصرات اور لجنہ، توحید باری تعالیٰ کے نعرے بلند کرتے ہوئے یہ وجود زمینی مخلوق نہ لگتے تھے بلکہ آسمان سے اتری ہوئی روحیں لگتی تھیں جنہیں اعلانِ توحید کے لئے زمین پر بھیجا گیا ہو۔ یہ بڑا پرکیف اور ایمان افروز نظارہ تھا جسے دیکھنے کے لئے راہ گیر اور چلتی ہوئی گاڑیاں رُک جاتیں اور داد وتحسین کی نظروں سے مارچ ملاحظہ کرتیں۔ یہ رُوٹ مارچ قریباً اڑھائی گھنٹہ جاری رہی۔ مارچ کے سلسلہ میں تمام ریجنز کا مقابلہ ہوتا ہے کہ کون اپنے مقرر کردہ یونیفارم میں کتنے شرکاء کے ساتھ اور کس قدر جوش اور ولولہ سے مارچ کرتا ہے۔ امسال کے مقابلہ میں سنٹرل ریجن اول رہا۔

نماز جمعہ

آج جمعہ کا روز تھا۔ تمام لجنہ نے ۱۲ بجے دوپہر حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ لندن سے براہ راست سنا۔ اس کے بعد مقامی طور پر مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب، نائب امیر اول نے خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں اعلیٰ اخلاقی قدریں اپنانے پر زور دیا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ کی وہ ہدایات دہرائیں جو آپ نے امسال جلسہ سالانہ جرمنی کے شرکاء کو ارشاد فرمائیں۔

افتتاحی تقریب

پونے تین بجے دوپہر اجتماع کی باقاعدہ افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ تلاوت Miss Mansoora Quansah نے کی۔ اس کے بعد محترمہ صادقہ سعید صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ نظم کے بعد Miss Ayesha Odoom نے لجنہ اور ناصرات کے عہد دہرائے۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے پر زور دیا اور فرمایا کہ بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا پوری قوم کو تعلیم دینے کے مترادف ہے۔ اسی تعلیم سے ان میں نیکی اور بدی کی تمیز پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے احادیث نبویہ کی روشنی میں بچیوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت پر زور دیا۔

اس خطاب کے بعد محترمہ فریدہ یوسف صاحبہ نے "ناصرات کو تعلیم دلوانے کی اہمیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر اس سیشن کی مہمان خصوصی Madam Beatrice Ekua Ansah Eshun نے خطاب فرمایا۔ آپ نے ممبرات لجنہ کو اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تلقین فرمائی۔

ناصرات ڈسپلے
(Nasirat Display)

چار بجے سہ پہر ناصرات ڈسپلے کا پروگرام تھا۔ اس میں ہر ریجن کی ناصرات نے حصہ لیا۔ ہر ریجن کی ناصرات نے باری باری سٹیج پر آکر مختلف نوعیت کے پروگرام پیش کئے۔ مثلاً ایک گروپ کی ہر ممبر نے حدیث نبوی عربی میں پڑھی اور اس کا ترجمہ بھی بتایا۔ ایک دوسرے گروپ نے آکر مختلف خاکوں کی مدد سے کسی اہم مسئلہ کو اجاگر کیا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کے متنوع پروگرام ناصرات ڈسپلے کا حصہ ہوتے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ غانا کے موقع پر ناصرات ڈسپلے کا ایک منظر

علمی مقابلہ جات

رات کو علمی مقابلہ جات کا پروگرام ہوا۔ ناصرات نے یسرنا القرآن، تلاوت قرآن کریم اور دینی معلومات کے علمی مقابلوں میں حصہ لیا۔ اس کے بعد لجنہ کی ممبرات نے تلاوت قرآن مجید اور دینی معلومات کے مقابلوں میں حصہ لیا۔ یہ مقابلے رات گئے تک جاری رہے جن میں ہر ریجن سے منتخب ناصرات اور لجنات نے حصہ لیا۔

اجتماع کا دوسرا روز

اجتماع کے دوسرے روز لجنہ کے لئے درج ذیل تین کھیلوں کا انتظام تھا:

(۱)...... میوزیکل چیئر (یہ مقابلہ چالیس سال سے زائد عمر والی لجنات کے لئے تھا)۔

(۲)...... والی بال (اس میں ہر ریجن سے ایک ایک نمائندہ ٹیم نے شرکت کی)۔

(۳) Ampe (اس کے لئے معمر عورتوں کو دعوت دی گئی)۔ یہ دراصل بچیوں کا کھیل ہے جس میں وہ بچیاں اچھل اچھل کر اپنے پاؤں کو حرکت دیتی ہیں اور تالیاں بھی بجاتی ہیں۔ ادھیڑ عمر کی ان "صحتمند" لجنات کا بچیوں کی طرح اس کھیل میں حصہ لینا ہی تھا کہ سارا ماحول خوشگوار ہوگیا۔ ہر طرف ہنسی اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آخر پر ناصرات میں بوری دوڑ کا مقابلہ ہوا۔

پہلا اجلاس

کھیلوں کے بعد دوسرے روز کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدر مجلس Madam Hajia Sarah Bonsu نائب صدر لجنہ اماء اللہ غانا تھیں۔ اور اس اجلاس کی گیسٹ آف آنر محترمہ مریم وہاب صاحبہ تھیں۔ جبکہ گیسٹ سپیکر ویسٹرن ریجن کی ڈپٹی منسٹر تھیں۔

تلاوت قرآن کریم محترمہ حافظہ مبارکہ ظفر صاحبہ نے کی اور Miss Mariam Amfoh نے لجنہ کا عہد دوہرایا۔ عہد کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر ومشنری انچارج غانا نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام نے عورتوں کو عظیم مقام سے نوازا ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے مقام کو پہچانا جائے۔ آپ نے ماحول میں پھیلی ہوئی بے حیائی کا ذکر کرکے فرمایا کہ ہماری لجنہ کو چاہئے کہ عصمت اختیار کریں۔ اور بے حیائی کے خلاف علم جہاد بلند کریں اور بڑھتی ہوئی ایڈز کے خلاف اس کا پرچار کریں۔

اس خطاب کے بعد نیشنل سیکرٹری لجنہ Miss Hanna Saeed نے لجنہ کی کارکردگی پر مشتمل سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد محترمہ فاتحہ عثمان صاحبہ نے "اخلاقی سربلندی، ایک مسلمان عورت کے لئے چیلنج" کے عنوان پر تقریر کی جس کے بعد محترمہ سکینہ بونسو صاحبہ نے "غانین معاشرہ اور ایک مسلمان عورت" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر ویسٹرن ریجن کی ڈپٹی منسٹر (جو خاتون ہیں) نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے شعبہ تعلیم اور شعبہ صحت میں کی جانے والی خدمات کو سراہا۔ آپ نے عورتوں کو ہر میدان میں آگے آنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ہر وہ کام کر سکتی ہیں جو مرد کرتے ہیں۔ آپ زندگی

کے ہر شعبہ میں آگے آئیں اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں۔

اس کے بعد لجنہ کی سالانہ نمائش جو اجتماع کے موقع پر لگائی گئی تھی کا افتتاح ہوا۔ اس میں ممبرات لجنہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی اشیاء رکھی تھیں۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی صدارت Madam Hajira Koray صدر لجنہ اماء اللہ غانا نے کی۔ تلاوت محترمہ حوا یوسف صاحبہ نے کی۔ اس کے بعد مختلف ریجنز کی طرف سے Songs of Praise پیش کئے گئے۔ ان پاکیزہ نغمات کے بعد ویسٹرن ریجن کے ڈائریکٹر آف ہیلتھ الحاج ڈاکٹر محمد بن ابراہیم صاحب نے "ایڈز۔ اس مسئلہ کا اسلامی حل" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ اس مسئلہ کا حل عصمت کا حصول ہے۔ یہی واحد حل ہے جو اسلام تجویز کرتا ہے۔

اس تقریر کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی۔ لجنہ کی طرف سے کئے جانے والے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

اس مجلس سوال وجواب کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ناصرات اور لجنات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ غانا نے انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے اختتامی دعا کروائی اور یہ اجتماع بخیرو خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆......☆......☆......☆

یاد رہے کہ ان ہی دنوں جلسہ سالانہ جرمنی بھی ہو رہا تھا۔ جلسہ کے پروگرام بھی یہاں براہ راست دکھائے گئے۔ ہفتہ کی رات یہاں اجتماع ختم ہوا۔ اگلے روز اتوار کو عالمی بیعت کا پروگرام تھا۔ عالمی بیعت کی اہمیت کے پیش نظر مکرم امیر صاحب نے اعلان فرمایا کہ کوئی وفد واپس نہ جائے۔ اتوار کو ہونے والی عالمی بیعت میں سب شامل ہوں۔ سب عالمی بیعت کے بعد جائیں۔

لجنہ نے اس موقع پر کمال اطاعت کا مظاہرہ کیا۔ کرایہ پر لائی گئی گاڑیوں کے ڈرائیور صاحبان سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ ہم دوپہر کے بعد جائیں گے۔ اگر کرایہ میں اضافہ کا مطالبہ ہو تو منظور ہے۔ بعض ڈرائیور صاحبان نے جانے پر اصرار کیا تو انہیں کہا گیا کہ وہ بے شک چلے جائیں بعد میں نئی گاڑیوں کا انتظام کر لیا جائے گا۔

اس موقع پر ملک بھر کے کونے کونے سے آنے والی لجنات جمع تھیں۔ یہ ممبرات مختلف زبانیں جاننے والی تھیں۔ بیعت کے الفاظ کا ترجمہ کرکے انہیں فراہم کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل زبانوں میں ترجمہ کیا گیا:

Ewe, Wali, Hausa, Fanti, Ashanti, Nzma, Dagbani.

اس ابتدائی تیاری کے نتیجہ میں عالمی بیعت کے موقع پر یہاں عجیب نظارہ تھا۔ حضور ایدہ اللہ بیعت کے الفاظ پڑھتے تو غانا کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والی یہ لجنات اپنی اپنی زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہراتیں۔ بڑا روح پرور نظارہ تھا۔ سب لجنات نے اجتماعی طور پر سجدۂ شکر بھی ادا کیا۔

یہ اتوار کا روز تھا۔ عالمی بیعت سے قبل قریبی چرچ کے عیسائی اپنی عبادت ختم کر چکے تھے۔ انہیں عالمی بیعت کا پتہ چلا تو دیکھنے کے لئے وہاں آ گئے۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے ان سے مختصر خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا: بائبل میں ذکر آتا ہے کہ کچھ حواری، ایک روز روح القدس کی قوت سے اچانک غیر زبانیں بولنے لگے۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی جس کا پورا ہونا حضرت عیسیٰؑ کے مثیل کے وقت مقدر تھا۔ یہ پیشگوئی پوری شان کے ساتھ ہر سال اس عالمی بیعت کے موقع پر اس وقت پوری ہوتی ہے جب مختلف زبانیں بولنے والے افراد، بیک وقت اپنی اپنی زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں۔ عیسائی لوگ اس تشریح سے بیحد متاثر ہوئے۔

عالمی بیعت کے بعد مکرم امیر صاحب جانے کے لئے تیار قافلوں کے پاس باری باری گئے اور انکی اطاعت پر شکریہ ادا کیا۔ نیز تمام ڈرائیور صاحبان کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے عالمی بیعت کے ختم ہونے تک انتظار کیا۔ آپ نے ان قافلوں کی بخیریت واپسی کے لئے دعا بھی کروائی۔ اس دعا کے ساتھ یہ قافلے اپنی اپنی منزلوں کی جانب واپس روانہ ہوئے۔ اجتماع میں شرکاء کی تعداد (بشمول ناصرات و لجنات) دس ہزار (۱۰،۰۰۰) سے زائد تھی۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لجنہ اور ناصرات کو نیک اور خادمات دین بنائے اور مخلص احمدی بنائے۔ آمین

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ ۴

ہماری اولاد صرف ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نہ بنے بلکہ تمام بنی نوع انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، اس سے دنیا کو شر نہ پہنچے بلکہ خیر پہنچے۔

اگرچہ مسلمان مردوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کا دفاع کریں گے۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے عورت اس کا بہت بہتر دفاع کر سکتی ہے۔ جب وہ اپنے خلاف اسلام کی مزعومہ زیادتیوں کا دفاع کرتی ہے تو دنیا کو اس کے دلائل نسبتاً زیادہ آسانی سے قائل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ خود پوری طرح مطمئن ہو۔ اگر وہ خود اپنے بارہ میں اسلامی تعلیم سے مطمئن نہ ہو تو اس کے دلائل کھوکھلے اور سطحی ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان خواتین اپنے بارہ میں اسلامی تعلیم کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اگر کچھ اعتراض ہوں تو انہیں اپنے علماء سے پوچھ کر پوری طرح دل کی تشفی کر لیں۔ جب انہیں یہ نفس مطمئنہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ان کے دفاع میں بھی غیر معمولی اثر پیدا ہو جائے گا۔

یہ مضمون میں نے اس لئے اس نہج پر چلایا ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے میں اسلامی تعلیم کے فلسفہ سے 'اس کے پس منظر سے' اس کی گہرائیوں سے، اس کے ماضی سے، اس کے حال سے اور اس کے مستقبل سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو اپنے سوالات کے جواب کے لئے دوسروں کا مرہون منت نہ ہونا پڑے بلکہ آپ کے سوالات کا تسلی بخش جواب میرے خطابات ہی سے آپ کو مل جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو کہ میں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جاؤں کہ جو میری زندگی اور میرے منصب کا حقیقی مقصد ہے۔ باقی انشاء اللہ آئندہ۔ خدا حافظ۔

امداد طلباء

شعبہ امداد طلباء سے اس وقت ان ضرورت مند طلباء و طالبات جو پرائمری، سیکنڈری اور کالج لیول پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کی فیسوں، کتب وغیرہ کے سلسلہ میں ممکنہ امداد بطور وظائف کی جاتی ہے۔

یہ رقم بمد آمد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جا سکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

سورۃ العنکبوت آیت ۶۱ کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ایک ارشاد کے حوالہ سے حضور نے بتایا کہ اگرچہ ہر ایک کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے لیکن اس کے لئے سلسلہ اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ وہ جانور جو گھونسلے میں کچھ نہیں رکھتے وہ بھی آخر سفر کی مشقت اٹھاتے ہیں، کاوش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں رزق تمہارا تمہاری اپنی محنتوں اور کوششوں اور منصوبوں سے وابستہ نہیں وہ اس سے بالاتر ہے۔ آنحضرتؐ کی ایک دعا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ ثَمَرَاتِ الْاَرْضِ وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِنَا وَ صَاعِنَا۔ یعنی اے اللہ ہمیں زمین کے ثمرات میں سے رزق عطا فرما اور ہمارے لئے مُد اور صاع میں برکت ڈال دے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک حدیث میں ہے کہ صبح کی نیند رزق سے محروم کر دیتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے سے مال و رزق کے آنے کی خبر دیتا تھا اور غیر معمولی حالات میں بڑی شان کے ساتھ وہ پیش خبریاں پوری ہوا کرتی تھیں۔ حضور علیہ السلام کے ایک الہام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "تُرْزَقُوْنَ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ"۔ تمہیں اوپر سے بھی رزق ملے گا اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے بھی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

KMAS TRAVEL DARMSTADT
Germany (Worldwide Service)
Phono: 06150-866391 Fax: 06150-866394
بقر عید پر اور موسم بہار کی چھٹیوں میں پاکستان جانے والے احباب سستی / رعایتی ٹکٹ کے حصول کے لئے ابھی سے اپنی نشست بک کروالیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ شکریہ

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت حکیم مولوی اللہ بخش خانصاحبؓ

ضلع جالندھر کے ایک صحابی حضرت میاں جھنڈا صاحبؓ ایک دو بار زیرہ ضلع فیروزپور میں مولوی علی محمد صاحب کے پاس مسیح موعود کے ظہور کا مژدہ سنانے آئے لیکن دونوں دفعہ مولوی صاحب کے حکم پر مسجد سے دھکے دے کر نکال دیئے گئے۔ ایک روز وہ اپنے ہمراہ ''آئینہ کمالات اسلام'' لائے تو مولوی صاحب نے چند صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی خود کو احمدی شمار کرلیا اور بیعت سے بھی پہلے اپنی مسجد چھوڑ کر ایک غیرآباد مسجد میں آبسے اور ساتھ ہی آپ کے بے شمار شاگرد اور ارادت مند بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے وہاں آنے لگے۔ انہی شاگردوں میں ایک حضرت حکیم مولوی اللہ بخش خانصاحبؓ بھی تھے جن کا ذکر خیر کرتے ہوئے اُن کے بیٹے محترم ثاقب زیروی صاحب اپنے ایک مضمون (جو روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۷؍نومبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت ہے) میں لکھتے ہیں کہ اباجان نے جب مولوی صاحب سے یہ بات کئی بار کہی کہ ''آپ کس جماعت کے پیچھے لگ گئے ہیں جسے قدم قدم پر گالیاں ملتی ہیں اور ہر روز منہ سیاہ کئے جاتے ہیں، جبکہ آپ کا اس علاقہ میں بڑا وقار اور علمی دبدبہ ہے......'' تو ایک روز مولوی صاحب نے اباجان کو ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ مسجد والے میرے رازق نہیں ہیں، اگر انہوں نے کوئی الزام لگاکر مجھے یہاں سے نکال دیا تو تم دیکھ لوگے میرا خدا مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

اس کے بعد اباجان نے مولوی صاحب کے ارشاد پر استخارہ کیا اور ایک مبارک خواب دیکھ کر انشراح صدر سے حضرت مولوی صاحب سے تعاون کرنے لگے۔ ۱۹۰۵ء میں دو دیگر احباب کے ساتھ قادیان تشریف لائے اور دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بیعت کے بعد حضرت مولوی صاحب کا ایک رقعہ بھی خدمت اقدس میں پیش کیا جس کا مطالعہ کرکے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ''مولوی صاحب سے کہیں کہ اب وہ غزنوی باغ کی بجائے احمدی باغ کی بلبل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیرہ میں بہت جلد ایک مضبوط اور مخلص جماعت دے گا''۔ چنانچہ حضورؑ کا یہ ارشاد بڑی شان سے پورا ہوا۔ اور وہاں ایک مخلص اور بااثر جماعت قائم ہوئی اور قصبے کی میونسپلٹی کے تین میں سے دو ممبر اکثر احمدی ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولوی صاحب کو لمبی عمر نصیب نہ ہوئی لیکن وہ اپنے شاگرد رشید کے قلب و ذہن میں احمدیت کے ساتھ ایک عشق اور والہیت بھر گئے اور دعوت الی اللہ کی تڑپ اُن کا اوڑھنا بچھونا بن گئی۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے زیرہ فیروزپور اور قصور کے درجنوں دیہات میں آپ کے ہاتھوں سے احمدیت کی تخم ریزی کرائی۔ آپ کا انداز، مزاج اور لباس نہایت سادہ تھا۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے مختلف امراض کے لئے ادویہ کا ایک صندوقچہ بھر کر دعوت الی اللہ کے دورہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور دیہہ بہ دیہہ پھر کر بیماروں کی خدمت کرتے، لوگوں کو قرآن کریم اور اس کا ترجمہ و تفسیر پڑھاتے اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔ ہر سال جلسہ پر ایک مختصر جماعت آپ کے ساتھ قادیان جاتی جن میں سے اکثر قبول احمدیت کی سعادت پاکر واپس آتے۔ اپنے گھر میں (بشمول والدہ صاحبہ) سب کو قرآن کریم کا ترجمہ آپؓ نے خود پڑھایا۔ ہم بچوں کو مختلف نظمیں اور قصیدہ یاد کروایا۔

اباجان کے بارہ میں یہ سن کر حیرت ہوتی کہ ایسا عالم دین، دنیا کے معاملات میں ایسا بے نیاز تھا کہ عام زندگی میں اچھی اور بُری سبزی کی پہچان بھی نہ کرسکتا تھا، دکاندار جتنے پیسے لوٹاتا، لے کر چلے آتے۔ ایک روز آپ کو آپکی روزمرہ زندگی کا حوالہ دے کر میرے چھوٹے بھائی نے پوچھا کہ آپؓ نے امام وقت کو کیسے پہچان لیا۔ آپؓ نے فرمایا: بیٹا! وہ چہرہ ہی ایسی کھلی اور پاکیزہ کتاب کی طرح تھا کہ اس پر نگاہ ڈالتے ہی تمام شکوک و شبہات دُور ہو جاتے''۔

آپؓ کی وفات ۲۱؍مارچ ۱۹۶۳ء کو لاہور میں ہوئی۔

مکرم حکیم محمد عقیل صاحب

مکرم حکیم محمد عقیل صاحب طبیب درجہ اوّل، وقف جدید کے معلمین کو طب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ وقت کے پابند اور متاثرکن شخصیت کے مالک تھے۔ آپ حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف کے عشاق مریدوں میں سے تھے۔ ''اشارات فریدی'' کے کئی حوالے آپ کو زبانی یاد تھے۔ اُنہی میں جب آپ نے یہ پڑھا کہ ''حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راستباز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ حق سبحانہٗ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے دل وجان سے کوشاں ہیں۔ مَیں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے''۔ یہ پڑھنے کے بعد آپ نے احمدیت قبول کرلی۔

محترم حکیم صاحب نے ۱۹۵۸ء میں محکمہ انہار بہاولپور سے استعفیٰ دیدیا اور اپنی زندگی وقف کردی۔ اس طرح آپ وقف جدید کے معلمین میں شامل ہوگئے۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے بھائیوں اور خاندان کے دیگر افراد کو احمدی کیا۔ آپ زیادہ عرصہ تھرپارکر اور اندرون سندھ تعینات رہے۔ ایک دفعہ جب آپ جلسہ سالانہ پر ربوہ آئے تو حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے آپ کو حکم دیا کہ اندرون سندھ چلے جائیں جہاں پولیس کوروکیں جو نومبایعین کو تنگ کرتی اور مارتی پیٹتی ہے۔ آپ کو حیرت ہوئی کہ آپ کس طرح پولیس کو روک سکتے ہیں۔ لیکن پھر خلیفہ وقت کا حکم سمجھ کر سندھ پہنچ گئے۔ وہاں لمبا عرصہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے موسمی وبائی امراض پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ نے ایک دوکان کرایہ پر لے کر مطب کھول لیا۔ جلد ہی علاقے بھر میں آپ بہت مشہور ہوگئے۔ وہاں ایک جماعت کا سخت مخالف DSP بھی تھا۔ آپ نے دوا کا ایک نسخہ اُسے تحفۃً پیش کیا اور باتیں کیں تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کا مرید ہے۔ آپ نے اُسے اپنے بارہ میں بتایا اور حضرت خواجہ صاحب کا وہ ارشاد بھی سنایا تو پولیس افسر کی آپ سے دوستی ہوگئی اور پولیس کی حمایت سے احمدیوں پر مخالفین کے حملے ختم ہوگئے۔ اسی طرح علاقے کے بہت سے غریب مظلوم لوگ جو پولیس کے مظالم کا شکار ہوتے تھے وہ آپ کی سفارش سے نجات پاجاتے۔

آپ سندھ سے واپس آئے تو مدرسہ وقف جدید میں طب کے استاد مقرر ہوئے۔ آپ نے ربوہ میں گھر بھی بنالیا۔ آپ نیک طینت، کم گو، مستجاب الدعوات اور مہمان نواز تھے۔ اپنے شاگردوں سے دوا کے پیسے نہ لیتے بلکہ گھر آنے والوں کو چائے پئے بغیر واپس نہ جانے دیتے۔ خاکسار اور خوددار انسان تھے۔ کبھی کسی کی غیبت نہ کی، کبھی احسان کرکے نہ جتایا۔ ہردلعزیز استاد تھے۔ کبھی نسخہ نہ چھپاتے۔ ایک کتاب ''طبی پاکٹ بک'' کے نام سے تصنیف کرکے شائع کروائی جس میں صرف مجرب نسخے جمع کئے۔

۱۴؍ستمبر ۱۹۹۹ء کو ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا ذکر خیر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۶؍جنوری ۲۰۰۱ء میں مکرم نعیم طاہر سون صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم شیخ ناصر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۴؍جنوری ۲۰۰۱ء میں محترم شیخ ناصر احمد صاحب کی خودنوشت سوانح حیات شائع ہوئی ہے۔ آپ نو برس کی عمر میں قادیان آئے اور ۱۹۳۴ء میں وہاں سے میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج لائلپور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں B.A. کیا۔ اسی سال حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کے تحت وقف زندگی تحریک کا اجراء فرمایا تھا چنانچہ آپ نے بھی خود کو پیش کردیا۔ حضورؓ نے جواباً تحریر فرمایا کہ ''یہ وقف پہلے وقفوں کی طرح نہیں ہے بلکہ جان مار دینے کے مترادف ہے اس لئے استخارہ کریں پھر لکھیں''۔ چنانچہ استخارہ کے بعد وقف کرنے پر آپ کو بلالیا گیا اور جنوری ۱۹۳۹ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا انٹرویو لیا اور پھر آپ کو مزید تربیت کے لئے دارالمجاہدین میں بھیج دیا گیا جس کا نام بعد ازاں تبدیل کرکے دارالواقفین رکھ دیا گیا۔ آپ سے پہلے دس واقفین یہاں منتقل ہوچکے تھے۔ یہاں آپ کو خدام الاحمدیہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور مہتمم وقار عمل اور مہتمم خدمت خلق کے طور پر کام کیا۔ ۳۹ء کے جلسہ سالانہ پر جب لوائے احمدیت پہلی بار لہرایا گیا تو اس کی حفاظت کے لئے آپ نے بھی ڈیوٹی دی۔

جب آپ مہتمم وقار عمل تھے تو وقار عمل کے پروگراموں میں کئی بار حضرت مصلح موعودؓ بھی شامل ہوئے۔ ایک بار حضورؓ کو ٹوکری اٹھائے دیکھ کر آپ نے بھی ٹوکری اٹھانی چاہی تو حضورؓ نے فرمایا کہ تم سیکرٹری ہو، جاؤ دیکھو کہ کام پروگرام کے مطابق ہورہا ہے یا نہیں۔

ابتدائی زمانہ میں آپ کے سپرد یہ ذمہ داری بھی رہی کہ حضرت مصلح موعودؓ کے خدام الاحمدیہ کے بارہ میں ارشادات کو جمع کرکے ترتیب دیں اور کتابی صورت میں شائع کروائیں۔

دسمبر ۱۹۴۴ء میں ایک روز مسجد مبارک میں مجلس عرفان کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے آپ سے فرمایا کہ جنگ ختم ہونے والی ہے، تم پاسپورٹ بنواکر انگلستان کے لئے روانگی کی تیاری شروع کردو۔ ۱۹۴۵ء میں جب آپ کو یورپ جانے کا حکم ملا تو آپ دو ہفتہ کی چھٹی لے کر اپنے والدین سے ملنے سندھ آگئے۔ یہاں اچانک تار پہنچا کہ فوراً بمبئی پہنچو جہاں سے دو روز بعد جہاز روانہ ہوگا اور جس میں سیٹ بُک کردی گئی ہے۔ چنانچہ آپ بڑی کوشش کرکے بمبئی پہنچ گئے۔ آپ کا سامان اور پاسپورٹ وغیرہ قادیان میں تھا جو کسی دوست کے ہاتھ بمبئی بھجوادیا گیا۔ آپ کا جہاز ۴؍اگست ۱۹۴۵ء کو بمبئی سے روانہ ہوا اور ۲۴؍اگست کو آپ لندن پہنچ گئے جہاں قریباً سوا سال کام کرنے کے بعد سوئٹزرلینڈ آگئے اور مشن قائم کیا۔ آپ نے رسالہ ''اسلام'' بھی جاری کیا نیز جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت اور سوئٹزرلینڈ میں پہلی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۵؍جنوری میں شامل اشاعت مکرمہ امۃالباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم سے چند منتخب اشعار پیش ہیں:

فیض میں آفتاب لگتا ہے
حسن میں ماہتاب لگتا ہے
خُلق میں الکتاب لگتا ہے
آپ اپنا جواب لگتا ہے
جس بھی پہلو سے دیکھئے اُس کو
پور پور انتخاب لگتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
28/01/2002 – 03/02/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 28th January 2002

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.45 Children's Class: No.165, First Part
Rec: 29.04.00
01.20 Children's Workshop: Prog. No.7
02.00 Around the Globe: Return to Sweden
02.50 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme
03.35 Rencontre avec les Francophones: Rec.14.01.02
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.35 Learning Chinese: Lesson No.246
Hosted by Usman Chou Sahib
05.00 Liqa Ma'al Arab: Rec.24.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00 Yaad e Mahmoud: Poetry recital from Nusrat Jahan Academy, Rabwah
07.45 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
08.30 MTA Travel: A visit to Northern Spain
Production of MTA International
08.55 Liqa Ma'al Arab: Rec.16/03/00 ®
09.50 Indonesian Service: Friday Sermon
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Children's Class: Lesson No. 165, First Part ®
11.30 Learning Chinese: Lesson No.246 ®
12.00 Tilawat, News
12.30 Bengali Shomprochar: Various Items
13.30 Rencontre Avec Les Francophones: ®
14.55 Around The Globe: Return to Sweden ®
15.55 Children's Class: No.165, Part 1 ®
16.30 Learning Chinese: Lesson No.246 ®
16.55 German service: Various items
18.05 Tilawat
18.15 Rencontre Avec Les Francophones ®
19.15 Liqa Ma'al Arab: Rec.16/03/00 ®
Yaad e Mahmoud: Poetry recital ®
21.00 Majlis-e-Irfan with Urdu speaking Friends
Rec.18.01.02
22.00 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
22.45 Around the Globe: Return to Sweden ®

Tuesday 29th January 2002

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.55 Children's Corner: Yassarnal Quran No.30
01.25 Children's Class: with Huzoor Class No. 165, Part 2,
Rec: 29.04.00
01.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.235
Rec:17/02/98
03.05 Medical Matters: With Lajna members
Topic: How to have healthy teeth and bones
03.20 Bengali Mulaaqaat: With Huzoor
Rec: 22.01.02
04.35 Learning Languages: Le Francais C'est Facile
Lesson No.29. With Naveed Marty Sahib
05.00 Urdu Class: Lesson No.341
Rec: 27.12.97
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
07.00 Pushto Programme: F/S - Rec: 10.03.00
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
07.50 Medical Matters: Healthy teeth and bones ®
08.20 Speech: The second phase of Islam and our responsibilities. By M.Aazam Akseer Sahib
09.05 Urdu Class: Lesson No.341 ®
10.05 Indonesian Service: Various Programmes
11.00 Children's Corner: Yassarnal Quran Class ®
11.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.29 ®
12.05 Tilawat, News
12.35 Bengali Shomprochar: Various Items
13.35 Bengali Mulaaqaat: Rec.22.01.02 ®
14.35 Medical Matters: Healthy teeth and bones ®
15.05 Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.235 ®
16.15 Children's Class: No.165, Part 2 ®
16.55 German service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Le Francais c' Facile: Lesson No. 29 ®
18.35 MTA France: Q/A Session Rec. J/S 2000, Pt 1
19.10 Urdu Class: Lesson No.341 ®
20.10 MTA Norway: Natural Beauties of Norway,Pt3
20.40 Bengali Mulaaqaat: Rec.22.01.02 ®
21.40 Medical Matters: Healthy teeth and bones ®
22.10 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.235 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.29 ®

Wednesday 30th January 2002

00.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00 Children's Class: Hikaayaat-e-Shireen
01.15 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau Items
01.45 Tarjamatul-Qur'an Class: No. 236
Rec: 24/02/98
02.45 MTA Lifestyle: Hunar
Arts and crafts – fabric painting
03.10 Atfal Mulaaqaat: Rec: 20/01/00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.10 Learning Languages: Urdu Asbaaq
Presented by Ch. Hadi Ali Sahib
04.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.452
Rec:23.03.00
06.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
07.00 Swahili Muzakhra: 'Seerat un Nabi' (saw)
08.00 MTA Lifestyle: Hunar ®
08.25 MTA Lifestyle: Al Maidah
How to cook Chicken Shashlik
08.50 Liqaa Ma'al Arab: Session No.452 ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau
11.30 Interview: of Janab Maulvi M. Khan Sahib
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Shomprochar: Various Items
13.30 Atfal Mulaaqaat: Rec.20.01.00 ®
14.45 Interview: of Janab Maulvi M. Khan Sahib ®
15.20 Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.236 ®
16.20 Children's Corner: Waqfeen e Nau Items ®
16.50 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Mulaqaat with Huzoor
Rec.27.03.00
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.452 ®
20.35 Atfal Mulaaqaat: With Huzoor, Rec.20/01/00 ®
21.35 Interview: of Janab Maulvi M. Khan Sahib
22.10 Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.236 ®
22.50 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
23.20 Learning Languages: Urdu Asbaaq ®

To all viewers:
Please note that as from 31/01/02 MTA will be running a new schedule with new timings for all our regular programmes. Please find the details of the new timings below.

Thursday 31st January 2002

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
01.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau items
01.30 Q/A Session: Rec.10/09/1995
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.30 MTA Lifestyle: Perahan – how to sew
02.45 MTA Lifestyle: Al Maidah
How to cook a chickpea dish
03.20 Canadian Horizons: Children's Class No.4
Presented by Naseem Mehdi Sahib
04.25 Learning Chinese: Lesson No.28
05.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.237
Rec:25.03.98
06.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.453
Rec:06.04.00
07.05 Sang-e-Meel: by Fareed Ahmad Naveed Sb
Topic: Nicholas Copernicus
07.30 Sindhi Muzaakarah: The Ahmadiyya Jama'at
Hosted by Riaz Ahmad Nasir Abrooh Sahib
08.45 Q/A Session: Rec.10/09/95 ®
09.45 The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
Hosted by Fuzail Ahmad Ayaz Sahib
10.15 Canadian Horizons: Children's Class No.4 ®
11.15 MTA Travel: A trip along the river Thames
Produced by MTA International
12.00 Tilawat, Dars e Malfoozaat, News
13.00 Mulaqaat: With Huzoor and Urdu speakers
14.00 Bangla Shomprachar: Various Items
15.00 Talk: On the topic of Islamic ettiquette
By Imam Ata ul Mujeeb Rashed Sahib
15.35 Turkish Prog.: The truth of the Imam Mahdi
Part 1, with Jalal Shams Sahib
16.05 Children's Corner: Waqfeen e Nau items ®
16.30 MTA France: Various items in French
17.30 German Service: Various Items
18.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.453 ®
19.30 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.30 Q/A Session: Rec.10/09/95
21.30 MTA Lifestyle: Perahan ®
22.05 MTA Lifestyle: Al Maa'idah ®
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.237 ®
23.30 MTA Travel: A trip along the Thames ®

Friday 1st February 2002

00.05 Tilawat, Dars e Hadith, News
01.00 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class
Lesson No.1, Produced by MTA Pakistan
01.30 Majlis e Irfan: Q/A session with Huzoor
Rec: 31.03.00
02.30 MTA Sports: Annual games, Rabwah
03.15 Around the Globe: Canada's National Park
04.15 Speech: The prophecy about Hadhrat Musleh Maud (RA).
05.00 Homeopathy Class: Lesson No.59
Rec: 09.01.95
06.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.454
Rec: 13.03.00
09.45 Roshni ka Safr: A talk with new converts
Produced by MTA Pakistan
10.15 Around the Globe: Canada's National Park ®
Presentation of MTA USA
11.15 MTA Travel: A trip along the River Thames
Produced by MTA International
12.00 Tilawat, Dars e Hadith, News
13.00 Friday Sermon – LIVE
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bangla Shomprachar: Various Items
15.00 Around the Globe: Canada's National Park ®
Presentation of MTA USA
16.00 Childern's Corner: Yassarnal Quran Class ®
Lesson No.1
16.30 From The Archives: Q/A Session with Huzoor
17.30 German Service: Various Items
18.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.454 ®
19.30 Arabic Service: Various Items
20.30 Majlis e Irfan: Rec.31.03.00 ®
21.30 Friday Sermon ®
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.59 ®
23.30 MTA Travel: A trip along the Thames ®

Saturday 2nd February 2002

00.05 Tilawat, Dars e Hadith, News
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran Class
Lesson No.1
01.30 Q/A Session: With Huzoor
02.30 Kehkashaan: An Urdu language discussion
Topic: Thinking ill of others
03.15 Urdu Class: Lesson No.342
Rec: 31.01.98
04.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq
With Maulana Ch Hadi Ali Sahib
05.00 German Mulaqaat: With Huzoor
Rec: 23.01.02
06.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.454
Rec:27.03.00
07.30 MTA Mauritius: F/S 05.01.01
With French Translation
08.45 Dars ul Qur'an: Lesson No.1
Rec.22.01.96
10.15 Urdu Class: Lesson No.342 ®
11.25 Safar Ham Nay Kiyan: Documentary
A visit to Wadi – e- Kanghaan
12.05 Tilawat, Dars e Hadith, News
12.50 Urdu Class: Lesson No.342 ®
Rec: 31.01.98
14.00 Bangla Shomprachar: Various Items
15.00 Children's Class: With Huzoor (New)
Rec:02.02.02
16.00 Children's Corner: Yassarnal Quran Class
Lesson No.1 ®
16.30 From The Archives: Various English Items
17.30 German Service: Various Items
18.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.455 ®
Rec:27.03.00
19.30 Arabic Service: Various Items
20.30 Q/A Session: with Huzoor ®
21.30 Childern's Class: Rec: 02.02.02 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.30 German Mulaqaat: Rec.23/01/02
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.30 Safar Ham Nay Kiyan: Documentary ®

Sunday 3rd February 2002

00.05 Tilawat, Dars e Hadith, News
01.00 Children's Class: With Huzoor
01.30 Q/A Session: With Huzoor & Urdu speakers
Rec: 29.11.1996
02.35 Discussion: The blessings of the Holy Qur'an
Hosted by: Muhammad Azam Akseer Sahib
03.25 Around the Globe: Documentary
The NASA Space Mission, Part 1
04.30 Learning Languages: Le Francais C'est Facile
Lesson No.1, With Naveed Marty Sahib
05.00 Lajna Mulaqaat: With Huzoor
Rec:27.01.02
06.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.456
Rec:04.05.00
07.30 Spanish Service: F/S by Huzoor
With Spanish Translation
08.30 Moshaa'irah: An evening with Ch. Muhammad Ali Sahib
09.30 Tehrik-E-Ahmadiyyat: Quiz programme
On the History of the Ahmadiyyat Jama'at
10.15 Around the Globe: Documentary ®
The NASA Space Mission, Part 1
11.15 MTA Travel: A trip to Morocco
Produced by MTA International
12.05 Tilawat, Dars e Hadith, News
13.00 Majlis e Irfan: Rec.31.01.00 ®
14.00 Bangla Shomprachar: Various Items
15.00 Friday Sermon: Rec.01.02.02
16.00 Chiuldren's Class: With Huzoor ®
16.30 Around the Globe: NASA, Part 1 ®
17.30 German Service: Various Items
18.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.456 ®
19.30 Arabic Service: Various Items
20.30 Q/A Session: Rec.29.11.96 ®
21.30 Moshaa'irah: Poetry Evening ®
22.30 Lajna Mulaqaat: Rec.27.01.02 ®
23.30 MTA Travel: A visit to Morocco ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249
Vol. 9 Friday, January 25, 2002 Issue No. 4

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

کارخانہ تھانوی میں تیار شدہ "امیر المومنین"

گزشتہ سال ۹، ۱۰، ۱۱/اپریل کو پشاور میں ایک پرجوش دیوبندی کانفرنس منعقد کی گئی۔ روزنامہ 'جنگ' کراچی نے ۹/اپریل ۲۰۰۱ء کو اس ضمن میں جو سپیشل سپلیمنٹ جاری کیا اس میں مفتی محمد جمیل خان نے "دارالعلوم دیوبند کی خدمات" پر کئی کالم سیاہ کئے اور ان "سنہری خدمات" میں "تحریک طالبان افغانستان" کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ کانفرنس میں "امیر المومنین ملا محمد عمر" کا ایک پیغام بھی سنایا گیا جس میں ملا محمد عمر نے یہ گوہر افشانی کی کہ:

"سرزمین افغانستان کا ایک ایک چپہ دارالعلوم دیوبند کے فیض کا منہ بولتا ثبوت ہے"۔

قطع نظر اس کے کہ افغانستان کے بدنصیب ملک کے چپہ چپہ پر دیوبندی تجلیات نے کیا قیامت ڈھائی ہے اس کالم میں یہ حقیقت منکشف کرنا مقصود ہے کہ ملاعمر کا اسلام اور قرآن کی تعلیمات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے مسندِ "امیر المومنین" پر جلوہ آرا ہونا فی الواقع سیاست دیوبندی کا کرشمہ تھا کیونکہ انہیں "امیر المومنین" نام سے جو ماڈل حاصل ہوا وہ دیوبندی عالم مولوی اشرف علی تھانوی کے نظریاتی کارخانہ ہی کا تیار شدہ تھا جس کا منہ بولتا ثبوت مولوی تھانوی صاحب کا حسب ذیل بیان ہے:۔

"الافاضات الیومیہ" حصہ سوم صفحہ ۱۵۔ ناشر کتب خانہ امدادیہ کراچی نمبر ۱۹۔ میں تھانوی صاحب کے ملفوظ نمبر ۱۶ کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"امیر شاہ خان صاحب نے ایک بات بہت اچھی بیان کی کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کا مقابلہ سلطنت ہی کر سکتی ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیسا تقدس ہے کہ حضور کے نور سے ان کو خاص تلبس ہے مگر یزید کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی سلسلہ میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا کہ ایک جنٹلمین یہاں آئے تھے۔ مجھے کہا کہ تم تحریکات میں کیوں شامل نہیں ہوئے۔ مَیں نے کہا کہا کہ اس میں ایک کسر ہے۔ کہا: کیا؟ مَیں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی امیر المومنین نہیں۔ کہا ہم آپ ہی کو امیر المومنین بناتے ہیں۔ مَیں نے کہا مَیں بنتا ہوں مگر چند شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مشاہیر علماء اور لیڈر میرے امیر المومنین ہونے پر دستخط کر دیں اور ایک یہ کہ سب مسلمان اپنی تمام املاک میرے نام ہبہ کر دیں خواہ وہ روپیہ ہو یا زیور ہو یا باغات ہوں۔ یہ شرائط اس لئے ہیں کہ بدوں قوت کے امیر المومنین محض کاغذی امیر المومنین ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ **آج امیر المومنین ہوں کل کو اسیر الکافرین"۔**

"اب سنئے امیر المومنین ہونے کے بعد سب سے اوّل جو حکم دوں گا وہ یہ ہوگا کہ دس سال تک کے لئے سب خاموش، ہر قسم کی تحریکات اور ہر قسم کا شوروغل بند۔ اس دس سال میں انتظام کروں گا مسلمان کو مسلمان بنانے کے اور ان کی اصلاح کے لئے۔ .... مکمل انتظامات کے بعد جو مناسب ہوگا حکم دوں گا۔ عملی صورت یہ ہے کام کرنے کی اور محض کاغذی امیر المومنین بنانا چاہتے ہو تو اس کا (نتیجہ) یہ ہوگا کہ آج امیر المومنین ہوں گا کل کو اسیر الکافرین ہوں گا، آج سردار بنوں گا اور **کل کو سرِدار ہوں گا"۔**

(ایضاً صفحہ ۹۹۔۱۰۰، ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور)

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہو
(غالبؔ)

کتاب چھاپنے والے دیوبندی ادارہ نے عرض ناشر میں اسے "گنجینۂ جواہرات" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"ان ملفوظات میں یہ حیرت انگیز اثر دیکھنے میں آیا کہ ہر پڑھنے اور ان کو سننے سے بے شمار انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب آگیا"۔

دیوبندیوں کے "مجددِ ملت" اور "حکیم الامت" کے ملفوظات کی برکت سے مُلّا عمر بھی "انقلاب" کی زد میں آگئے۔ مگر یہ "انقلاب" معکوس تھا جس کا نقشہ سرتاج شعراء اردو میر تقی میرؔ کے درج ذیل اشعار میں پوری شان سے کھینچا گیا ہے ؎

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا
یاں کے سپید و سیہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جوں توں شام کیا
میرؔ کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اس نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

☆......☆......☆......☆

اور اب ملاحظہ ہو "امیر المومنین" کا "غریب خانہ" کے عنوان سے جناب بیگ راج کے قلم سے ایک حقیقت افروز شذرہ۔ وہ لکھتے ہیں:

"ملاعمر کہاں روپوش ہو گئے؟ قندھار میں ان کی رہائش گاہ پر کافروں نے قبضہ کر لیا ہے۔ وہ رہائشگاہ جس کی تعمیر میں پانچ برس لگے تھے اب اس میں امیر المومنین کو شاید ہی قیام کرنا کبھی نصیب ہو سکے۔ اب تو ڈبل بیڈ پر طالبان مخالف حملہ آور اپنے اسلحہ کے ساتھ تصویریں بنواتے ہیں، حامد کرزئی نے اپنا عوامی رابطہ آفس بنالیا ہے۔

کیمروں کی آنکھ اس کی رہائشگاہ کی مرمریں دیواروں اور زرکار دریچوں کو جب گرفت میں لیتی ہے تو کمزور دل ناظرین شرمندگی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ **یقین نہیں آتا کہ ایک 'منکسر المزاج'، ایک 'فقیر منش حکمران'، ایک "متقی اور پرہیزگار، سکول ٹیچر"، "سادگی اور بے غرضی" کا سراپا عالم دین، اڑھائی کروڑ مفلسوں اور ناداروں کا "خیر خواہ"، اسلام کے رنگ میں رنگا ہوا، قرون اولیٰ والے ایمان کا دعویدار، افغان امارت اسلامی کا امیر، ایسی پرتعیش رہائشگاہ میں قیام فرماتا تھا۔** یقین نہیں آتا لیکن کیا کیا جائے کہ کافروں نے سیٹلائٹ کے ذریعے اس "غریب خانے" کے رنگین در و دیوار کو دنیا کے سامنے جیتی جاگتی تصویروں کی صورت میں بار بار دکھایا ہے۔ اخبارات نے جرأت کر کے ایک دن کے وقفے کے بعد بالآخر خبر دے دی ہے۔ چیدہ چیدہ پہلو ایک بار پھر "قندھار کی پہاڑیوں کے دامن میں طالبان کے سپریم لیڈر، مجسمہ شکن ملاعمر کی رہائشگاہ میں ایک قیمتی مجسمہ نصب ہے جس کے متعلق افغانوں کو علم نہیں۔ مُلّاعمر کے گھر میں اندرونی چھتوں پر فانوس، دیواروں پر آئینے اور فرش پر دبیز قالین موجود ہیں۔ گھر کا صحن افغان معیار سے کہیں وسیع تر ہے۔ مویشیوں کے باڑہ سمیت تمام کمرے ائرکنڈیشنڈ ہیں۔ بجلی کے پنکھوں کے ذریعہ گائیوں اور گھوڑوں کو ٹھنڈا رکھا جاتا تھا۔ پینے کے لئے پانی کے نل نصب تھے۔ باتھ رومز ٹائلز سے مزین تھے۔ ٹائلٹ میں فلش سسٹم لگایا گیا تھا۔ اس میں شاور کی سہولت بھی موجود ہے۔ ملاعمر نے امریکی فضائی حملوں کے شروع ہوتے ہی رہائشگاہ خالی کر دی تھی"۔

"جناب حامد کرزئی نے غیر ملکی صحافیوں کو اس محل نما قیام گاہ کا دورہ کراتے ہوئے بتایا کہ یہ شاہانہ عمارت اسامہ کی دولت اور افغانوں کے خون سے تیار کی گئی تھی"۔

بیگ راج مزید لکھتے ہیں:

"ملاّعمر بھی ایک حکمران تھے۔ انہیں آرام دہ رہائش گاہ میں رہنے کا حق تھا۔ لیکن ہمارے ملک کی مذہبی جماعتوں نے ان کے بارے میں عجیب و غریب داستانیں گھڑیں۔ وہی مذہبی اور جہادی علماء جن کے پاس نت نئی گاڑیاں دیکھ کر خیال آتا ہے کہ یہ عیش و عشرت کی زندگی کس کاروبار کی عطا ہے؟ کیا ان لوگوں کے پاس سونے کی کانیں ہیں؟ کیا ان کی ملیں چل رہی ہیں؟ جب مذہب کاروبار بن جائے تو پھر خدا بھی روٹھ جاتا ہے.........۔

امیر المومنین کا "غریب خانہ" دیکھ کر صرف اتنا سا افسوس ہوا کہ افغانستان کی سرزمین پر بھی اسلام کو بطور ہتھیار استعمال کیا گیا!!"۔

(اخبار "دن" لاہور۔ ۱۳/دسمبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۶)

اے محمد ﷺ کے غلامو!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اے محمدؐ کے غلامو! اور اے دین محمد ﷺ کے متوالو!! اب اس بات کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک داعی ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو، کوئی بھی تمہارا کام ہو، دنیا کے کسی خطہ میں بس رہے ہو، کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو، تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمدؐ کے رب کی طرف بلاؤ اور ان اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/فروری ۱۹۸۳ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔